﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک13مارچ 2015ء | 22/جمادی الاوّل 1436 ہجری قمری ❁ 13/امان 1394 ہجری شمسی | شمارہ11

نورِ قرآنی کے حصول کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یہ دعا سکھائی:

اے اللہ اے رحمٰن! تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تُو میری آنکھوں کو اپنی کتاب کے نور سے منوّر کر اور اسے میری زبان پر رواں کر دے اور میرے دل کو اس کے لئے وسعت دے اور میرے سینے کو اس کے ساتھ کھول دے۔ اور اس کے ساتھ میرے بدن کو دھو دے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الحفظ حدیث نمبر 3493)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ ہمیشہ طبعًا چاہتا ہے کہ وہ پہچانا جاوے۔ وہ اپنی شناخت اور زندگی کے ثبوت میں ہمیشہ حقائق، معارف اور تازہ بتازہ نشان دکھایا کرتا ہے۔ مصنوع سے صانع کی طرف جانا خدا تعالیٰ کی ہستی کا اعلیٰ ثبوت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ خدا شناسی کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ وہ خود اَنَا الۡمَوۡجُوۡد کہے

’’انسان اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ کی تجلّیات اور زبردست نشانوں کا محتاج ہے۔ ضروری ہے کہ خدا کوئی ایسی راہ پیدا کردے کہ انسان کا ایمان خدا تعالیٰ پر تازہ اور پختہ ہو جاوے اور صرف زبان تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس ایمان کا اثر اس کی عملی حالت پر بھی ظاہر ہو جاوے اور اس طرح سے انسان سچا مسلمان ہو جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 589-588 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’خدا تعالیٰ ہمیشہ طبعًا چاہتا ہے کہ وہ پہچانا جاوے۔ وہ اپنی شناخت اور زندگی کے ثبوت میں ہمیشہ حقائق، معارف اور تازہ بتازہ نشان دکھایا کرتا ہے اور یہ امور کوئی عقلی استبعاد بھی نہیں رکھتے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ ہزاروں لاکھوں انبیاء آئے۔ **انہوں نے عملی طور سے ثبوت دیئے۔ دنیا پر حجت پوری کی۔ اب کوئی شخص صرف یہ کہہ کر کہ مَیں سائنس دان یا فلاسفر ہوں ایک ایسی متواتر اور ثابت شدہ شہادت کو کیسے توڑ سکتا ہے۔ چاہئے کہ جس طرح سے اس گروہ پاک نے عملی زندگی اور نمونے سے اپنے دعویٰ کا ثبوت دیا اسی طرح سے اس کا ردّ بھی کیا جاتا۔** ہاں البتہ ان لوگوں کو یہ کہنے کا حق پہنچتا تھا کہ پرانے قصے کہانیاں کیوں پیش کی جاتی ہیں، کوئی زندہ نمونہ یا ثبوت پیش کیا جاوے۔ سو اس کے واسطے ہم تیار ہیں۔ صرف ہیئت دان اپنی ہیئت وغیرہ یا نظام شمسی میں غور کرنے سے خدا تعالیٰ کے وجود کا یقینی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکتا۔ البتہ ایک امکان پیدا ہوسکتا ہے کہ خدا ہونا چاہئے۔ **یہ بات کہ خدا ہے اور یقینًا ہے ہمیشہ انبیاء کے پیش کردہ اصول سے ہی ثابت ہوتا رہا ہے۔ اگر ہماری طرح کے انسان دنیا میں نہ آتے تو خدا کے ثبوت کا کوئی حقیقی اور کامل ذریعہ ہرگز ہرگز دنیا میں نہ ہوتا۔** زیادہ سے زیادہ اگر کوئی منصف مزاج ہوتا اور شرافت بھی اس کے حصہ میں آئی ہوتی تو اس اَبلغ اور محکم ترتیب اور نظام شمسی وغیرہ سے اتنا نتیجہ نکال سکتا تھا کہ خدا ہونا چاہئے۔ باقی یہ امر کہ یقینًا خدا ہے اور وہ دنیا کا مالک، متصرف اور حکمران ہے، بجز خدا سے آکر خدا نمائی کرنے والوں کے ممکن نہیں۔ **وہ لوگ مشاہدہ کرانے والے ہوتے ہیں اور تازہ بتازہ نشانوں کے پیش کرنے سے گویا خدا کو دکھا دیتے ہیں۔**‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 621-620 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’مصنوع سے صانع کی طرف جانا خدا تعالیٰ کی ہستی کا اعلیٰ ثبوت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ خدا شناسی کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ وہ خود اَنَا الۡمَوۡجُوۡد کہے۔ **پچھلے قصے تو دوسرے مذاہب بھی سناتے ہیں۔** پس اس کے مقابل میں اگر تم بھی دو چار گزشتہ قصے سنا دو تو اس میں بہتری کیا ہوئی اور اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ تو سچ ہے مگر جو دوسرا بیان کرتا ہے کہ ہمارے راہنما نے یہ معجزہ دکھایا وہ غلط ہے۔ دیکھو انجیل میں ایسے معجزوں کا بھی ذکر ہے کہ جب عیسیٰؑ کو صلیب دیا گیا تو سب مُردے قبروں سے نکل آئے۔ ہماری عقل کا تو یہاں آکر خاتمہ ہے کہ ایک شہر میں تمام مُردے کس طرح سما گئے۔ اور پھر باوجود ان کے نکلنے کے یہودیوں نے عیسیٰؑ کو کیوں نہ مانا۔ پس ایسے قصّوں کے مقابلہ میں اگر ہماری طرف سے بھی قصّے ہی ہوں تو کسی مخالف پر کیا اثر پڑ سکتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 634 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

’’سوال: آپ کا کیا عقیدہ ہے خدا محدود ہے یا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور اس میں کوئی شخصیت یا جذبات پائے جاتے ہیں۔

جواب: ہم خدا تعالیٰ کو محدود نہیں سمجھتے اور نہ ہی خدا محدود ہوسکتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی نسبت یہ جانتے ہیں کہ جیسا وہ آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر بھی ہے۔ اس کے دو قسم کے تعلق پائے جاتے ہیں۔ ایک عام تعلق جو عام مخلوق کے ساتھ ہے اور ایک خاص تعلق جو اُن خاص بندوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو پاک کر کے اس کی محبت میں ترقی کرتے ہیں۔ تب وہ ان سے ایسا قریب ہو جاتا ہے جیسا کہ ان کے اندر ہی سے بولتا ہے۔ یہ اس میں ایک عجیب بات ہے کہ باوجود دُور ہونے کے وہ نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دُور ہے۔ وہ بہت ہی قریب ہے مگر پھر بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس طرح ایک جسم دوسرے جسم سے قریب ہوتا ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی چیز بھی ہے۔ وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے مگر پھر بھی وہ عمیق در عمیق ہے۔ جس قدر انسان سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اسی قدر اس کے وجود پر اس کو اطلاع ہوتی ہے۔

فرمایا:- جذبات سے مراد غالبًا ان کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے ذمّے شریعت کا بوجھ کیوں ڈال رکھا ہے اور حرام وحلال کی پابندی میں اسے کیوں قید کر رکھا ہے؟ سو جاننا چاہیے کہ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ قدّوس ہے۔ وہ اپنی تقدیس کی وجہ سے ناپاکی کو پسند نہیں کرتا۔ اور چونکہ وہ رحیم و کریم ہے اس واسطے نہیں چاہتا کہ انسان ایسی راہوں پر چلے جن میں اس کی ہلاکت ہو۔ پس یہ اس کے جذبات ہیں جن کی بناء پر مذہب کا سلسلہ جاری ہے۔ اب ان کا نام خواہ آپ کچھ ہی رکھ لو۔

سوال: کیا خدا کی کوئی شکل ہے؟

جواب: جب وہ محدود ہی نہیں تو شکل کیسی؟ ‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 672-671 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خطبۂ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اللہ تعالیٰ نے جب بھی شادی یا نکاح کا موقع آیا تو اس بارہ میں ہمیں یہ توجہ دلائی کہ اس خوشی کے موقع پر نیکیوں پر قائم رہنا، تقویٰ پر چلنا، ایک دوسرے کا خیال رکھنا، ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا، سچائی پہ قائم رہنا بہت ضروری ہے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 02 فروری 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آج مَیں تین نکاحوں کا اعلان کرونگا۔ نکاح، شادی، فریقین کا دو رشتوں کا ایک ملاپ ہے۔ بعض آپس میں عزیزوں میں ہوتے ہیں بعض ایسی جگہوں پر ہوتے ہیں جہاں کوئی عزیز داری اس طرح نہیں ہوتی لیکن بہرحال احمدیت کا، اسلام کا ایک رشتہ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب بھی شادی یا نکاح کا موقع آیا تو اس بارہ میں ہمیں یہ توجہ دلائی کہ اس خوشی کے موقع پر نیکیوں پر قائم رہنا، تقویٰ پر چلنا، ایک دوسرے کا خیال رکھنا، ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنا، سچائی پہ قائم رہنا بہت ضروری ہے۔ اگر یہ چیزیں تم میں قائم رہیں تو پھر تمہارے یہ رشتے بھی نبھتے رہیں گے۔ سچائی پر قائم رہو گے تو اللہ تعالیٰ اصلاح فرماتا رہے گا۔ غلطیوں کی، کوتاہیوں کی اصلاح ہوتی رہے گی۔ تمہاری بخشش کے سامان ہوتے رہیں گے اور تمہارے رشتے اس نہج پر چلتے رہیں گے جو خوشیاں لانے والے ہوں۔ پس ہمیشہ اس موقع پر لڑکے اور لڑکی کو، دونوں کے عزیزوں رشتہ داروں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہمارا زندگی کا جو اصل مقصد ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کی رضا کو حاصل کیا جائے اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کئے جائیں اور بندوں کے حقوق ادا کئے جائیں۔ پس نکاح کے موقع پر یہ بار بار کی یاددہانی اس لئے ہے کہ صرف خوشیوں میں ڈوب کے ان حقوق کو بھول نہ جانا۔ اگر یاد رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایسے سامان پیدا فرماتا رہے گا جو تمہاری اصلاح کا باعث بنتے رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آج قائم ہونے والے یہ رشتے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں اور اپنے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ پہلا نکاح عزیزہ مدیحہ عظیم قریشی کا ہے جو واقفہ نو بھی ہیں۔ مکرم قریشی محمد توفیق صاحب کی بیٹی ہیں جن کا تعلق امریکہ سے ہے۔ ان کا نکاح عزیزم محمد عمر اکبر مربی سلسلہ جنہوں نے کینیڈا سے جامعہ احمدیہ پاس کیا ہے، کے ساتھ دس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ اور جو واقفینِ زندگی ہیں ان کی تو اور بھی زیادہ ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کے بھی حقوق ادا کریں اور رشتوں کے حقوق بھی ادا کریں۔ ماشاء اللہ یہ دونوں پرانے احمدی خاندان ہیں اور ایک کا تعلق تو ربوہ سے ہے۔ دوسرے کا کہاں تک ربوہ سے ہے یہ مَیں نہیں جانتا لیکن لڑکی والوں کو تو پرانے ربوہ کے رہنے والے جانتے ہیں۔ لڑکی کے دادا کا ربوہ میں الکیمسٹ کے نام سے میڈیکل سٹور ہوتا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لڑکی کے والد سے دریافت فرمایا کہ آپ انہیں کے پوتے ہیں ناں؟ اس پر لڑکی کے والد نے بتایا کہ قریشی محمد شفیع صاحب میرے دادا تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ شروع میں وہی میڈیکل سٹور پر ہوتے تھے، بچپن میں ہم انہیں کو دیکھا کرتے تھے۔ آپ تو بعد کی پیداوار ہیں۔ اور اسی طرح جو لڑکا ہے ان کا خاندان بھی پرانا احمدی خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے مبارک کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ عائشہ احمد بنت مکرم منور احمد صاحب امریکہ کا ہے جو کہ سید اسد احمد شاہ صاحب ابن مکرم سید ندیم پاشا صاحب کے ساتھ بیس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ لڑکا کام تو یہاں کرتا ہے پھر حق مہر امریکن ڈالرز میں کیوں ہے؟ پونڈز میں کیوں نہیں؟ حضور انور نے لڑکے کو مخاطب کر کے فرمایا تم نے رخصت ہونا ہے یا لڑکی نے رخصت ہونا ہے؟ لڑکے نے عرض کی کہ مَیں نے وہاں جانا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ یہ دونوں رشتے جو طے ہو رہے ہیں یہ بھی پرانے خاندان ہیں اور ان کا بھی قادیان سے اور ربوہ سے تعلق ہے۔ منور صاحب میرا خیال ہے سکول کالج میں ہمارے سے کچھ آگے ہوتے تھے ان کو میں دیکھتا رہا ہوں۔ مزید خاندانی تعارف تو نہیں ہے۔ باقی ندیم پاشا صاحب جو اسد کے والد ہیں یہ سید عبداللہ شاہ صاحب کے بیٹے ہیں جو حضرت امّ طاہر صاحبہ کے بھانجے تھے اور اس طرح اس خاندان کا ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے خاندان سے تعلق ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ تیسرا نکاح عزیزہ نعیمہ جبار چوہدری بنت مکرم عبدالجبار چوہدری صاحب کا ہے جو عزیزم عدیل احمد ملک ابن مکرم نعیم احمد ملک صاحب کے ساتھ دس ہزار پونڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لڑکے سے دریافت فرمایا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ کال سینٹر میں کام کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بچی جو ہے یہ واقفۂ نو ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ بھی ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ بلکہ تمام رشتے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔

حضور انور نے تینوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا، رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

ہیومینٹی فرسٹ کی دو روزہ انٹرنیشنل کانفرنس 2015ء کا کامیاب انعقاد۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا انسانی ہمدردی کی نصائح پر مبنی خطاب

(رپورٹ مرتبہ: ناصر محمود پاشا)

امسال 24 و 25 جنوری 2015ء بروز ہفتہ و اتوار ہیومینٹی فرسٹ نے مسجد بیت الفتوح سے ملحقہ ناصر ہال میں اپنی انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر کے 15 مختلف ممالک سے 130 نمائندگان نے شرکت کی۔ ان ممالک میں شمالی امریکہ، ماریشس اور فلپائن کے علاوہ یورپ اور مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے چند ممالک بھی شامل تھے۔

یہ کانفرنس اس لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے کیونکہ 1995ء میں ہیومینٹی فرسٹ کی بنیاد رکھے جانے کے بعد سے اس تنظیم کو انسانی فلاح و بہبود سے متعلق اپنی خدمات کو جاری رکھے ہوئے بیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ الحمدللہ۔ چنانچہ بیس سالہ خدمات کے حوالہ سے اس فلاحی تنظیم کی انٹرنیشنل کانفرنس کے لئے ایک خصوصی لوگو (Logo) اور تھیم (Theme) بھی جاری کیا گیا تھا۔ تھیم یہ تھا: "Work Smarter, Not Harder"۔ یعنی نئے زمانہ کے اطوار سیکھتے ہوئے اور نئی ایجادات کو استعمال کرتے ہوئے کم محنت سے زیادہ سے زیادہ بہترین نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

ہیومینٹی فرسٹ کے اس وقت دنیا بھر میں تین ہزار سے زیادہ رضا کار ہیں جن میں سے اکثر مختلف پیشہ وارانہ ذمہ داریاں ادا کرنے میں ماہر ہیں۔ یہ ماہرین طبّی میدان میں مہارت رکھنے کے علاوہ ٹیچرز، انجینئرز، اکاؤنٹنٹس، انسٹرکٹرز اور پراجیکٹ مینیجرز کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ''ہیومینٹی فرسٹ'' کم سے کم خرچ کرتے ہوئے بہترین فلاحی خدمات پیش کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ تاہم یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اس تنظیم کو اپنے شاندار منصوبوں کو مزید وسعت دینے کے لئے اور مزید نئے منصوبوں کے اجراء کے لئے ابھی مزید وسائل درکار ہیں جنہیں مہیا کرنے کے لئے بہت زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ غربت کے خلاف کامیاب جہاد کو جاری رکھا جاسکے۔

انٹرنیشنل کانفرنس 2015ء کا آغاز مکرم سید احمد یحییٰ صاحب کی افتتاحی تقریر سے ہوا جس میں انہوں نے مختلف ممالک سے تشریف لانے والے نمائندگان کا تعارف بھی کروایا۔ اس کے بعد بعض نمائندگان نے اپنے علاقوں میں جاری ہیومینٹی فرسٹ کے مختلف منصوبوں اور انسانی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ پاکستان میں ہیومینٹی فرسٹ کے چیئرمین محترم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے اپنی ایک پُر اثر اور جذباتی تقریر میں 2010ء کے سیلاب کے بعد تھرپارکر میں پیدا ہونے والے حالات کی تصویر کشی کی جس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد موت کے منہ میں جاچکے ہیں۔ آپ نے ان فاقہ زدگان کو خوراک کی فراہمی اور متاثرین کی بحالی کے منصوبوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مغربی افریقہ کے ملک مالی اور جنوبی امریکہ کے ملک گوئٹے مالا میں جاری منصوبوں کے بارہ میں مکرم منعم نعیم صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یو ایس اے) نے تفصیل سے بیان کیا۔ پھر زلزلہ زدہ ملک ہیٹی میں جاری منصوبوں پر ہیومینٹی فرسٹ کی یو ایس اے برانچ سے تعلق رکھنے والے مکرم Clayton Bell صاحب نے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد اطہر زبیر صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی) نے مغربی افریقہ کے ملک بنین میں جاری منصوبوں کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس کے بعد فلپائن میں سمندری طوفان کے بعد کی جانے والی متاثرین کی خدمات کا تفصیلی ذکر مکرم ڈاکٹر اسلم داؤد صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا) نے کیا۔ پھر مکرم فاروق احمد خالد صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ مشرق وسطیٰ) نے اپنے علاقہ میں تنظیم کی خدمات کو بیان کیا۔ اسی طرح مکرم رفیق چانن صاحب (چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ اردن) نے شام میں خانہ جنگی کی وجہ سے اُردن میں آنے والے مہاجرین کے لئے کی جانے والی ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ مکرم فضل احمد صاحب ڈائریکٹر پروگرام نے ''ایبولا وائرس'' کی تباہ کاریوں اور متاثرین کی امداد سے متعلق تازہ ترین صورتحال پیش کی۔ اسی طرح مکرم مرزا محمود احمد صاحب (مینیجنگ ڈائریکٹر ہیومینٹی فرسٹ) نے آنکھوں کے آپریشن کی خصوصی سکیم Gift of Sight سے متعلق معلومات حاضرین کے سامنے رکھیں۔

اس سیشن کے بعد مختلف نمائندگان پر مشتمل پانچ مختلف گروپس تشکیل دیئے گئے۔ چونکہ ہیومینٹی فرسٹ کے رضا کار مختلف النوع منصوبوں پر دنیا بھر میں کام کر رہے ہیں، چنانچہ اُن کے کام کو زیادہ مؤثر بنانے، اُن کی پالیسیوں کو تقویت دینے اور اُن کی کارکردگی کی سمت اور اہداف کو متعین کر کے دلجمعی اور یکجہتی کے ساتھ کام کو آگے بڑھانے کے لئے ضروری تھا کہ دنیا کے مختلف خطّوں سے تعلق رکھنے والے یہ رضا کار ایک ہی سوچ کے ساتھ میدانِ عمل میں اتریں اور باہم بات چیت کے ذریعہ ایسی بہترین تجاویز مرتّب کرسکیں جس کے نتیجہ میں کم سے کم وقت اور معمولی لاگت کے ساتھ عمدہ نتائج حاصل کئے جاسکیں۔ تشکیل دیئے جانے والے پانچ گروپوں کی کوآرڈینیشن مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب وائس چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ نے کی۔

ان گروپوں کا تعلق درج ذیل شعبہ جات سے تھا:

1. Finance, Admin & Governance

باقی صفحہ نمبر 3 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر340

مکرم محمد ماہر دلال سکیکر یہ صاحب

مکرم محمد ماہر دلال صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق شام سے ہے جہاں میری پیدائش 1963ء میں ہوئی۔بچپن کے زمانے سے ہی میں امام مہدی کے ظہور اور عیسیٰ کے آسمان سے نزول اورزمین میں حکمرانی کے بارہ میں سنتا۔ہرکوئی یہ قصے اپنے فہم اورتصور کے مطابق بیان کرتا۔یہ تذکرہ اس قدر غیر معمولی ہوتا تھا کہ دیگر کئی مسلمانوں کی طرح میرے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی کہ کاش مجھے بھی امام مہدی اور عیسیٰؑ کا زمانہ دیکھنے کا موقع ملے اور میں بھی پیشگوئیوں میں مذکور ان واقعات کواپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھوں۔

ایک روز جبکہ میں ایف اے کا طالبعلم تھا ہم طلباء اپنے ایک استاد کا لیکچر سن رہے تھے کہ اس دوران امام مہدی کے کاموں اوران کے ظہور کا ذکر آ گیا۔باقی باتیں تو عموماً کسی نہ کسی رنگ میں قبل ازیں بھی سنی ہوئی تھیں لیکن ایک بات نے مجھے چونکا دیا۔استاد صاحب نے کہا کہ اگر آج امام مہدی آ جائیں تو ان کی سب سے زیادہ مخالفت کرنے والے مولوی حضرات ہوں گے۔استاد صاحب کی یہ بات میری سمجھ میں نہ آ سکی۔وہ علماء جن پر امام مہدی پر ایمان اوران کی تائید واجب ہے وہ اس کی نصرت ومدد کی بجائے اس سے دشمنی کیوں کریں گے؟!

پھر جب تھوڑا بڑا ہوا اور مختلف فرقوں کے بارہ میں کچھ پڑھا تو معلوم ہوا کہ ان کے مابین تو اس قدر اختلاف ہے کہ اگر کسی ایک فرقے نے امام مہدی کو مان لیا تو دوسرے اس فرقہ سے اپنے اختلاف اور عداوت کی بناء پر ہی امام مہدی کا انکار کردیں گے۔یہاں سے میری تحقیق کے سفر کا آغاز ہوا۔میں نے پہلے قرآن کریم کا مطالعہ کرنا چاہا لیکن کئی امور میرے لئے مبہم رہے اورکئی سوالوں کے جواب نہ مل سکے۔تحقیق کے سفر کی پہلی سیڑھی پر ہی میری تشفّی کی بجائے پیاس بڑھنے لگی۔

میں نے مختلف علماء کی شاگردی بھی اختیار کی۔کبھی ایک کے پیچھے جمعہ پڑھتا اور کچھ عرصہ اس کے ساتھ رہ کر اپنے ذہن میں آنے والے سوالات پوچھتا۔پھر جب وہ مجھے اطمینان بخش جواب دینے سے قاصر رہتا تو میں کسی دوسرے عالم کو تلاش کر کے اس کی شاگردی اختیار کر لیتا۔بالآخر میں نے اہل قرآن کے ایک عالم محمد شحرور کی ایک کتاب پڑھی۔شروع شروع میں مجھے اس کی بھی باتیں بہت اچھی لگیں لیکن بعد میں اس کے خیالات میں بھی نقص واضح طور پر نظر آنے لگا۔

میرے جملہ سوالات اور استفسارات کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ میرے نزدیک اسلام عدل کا مذہب ہے اور ہر معاملہ کو کمال عدل کے ساتھ حل کرتا ہے اورکسی پر ظلم اسلام کی صحیح تعلیمات کے خلاف ہے۔لیکن علماء کے خیالات، تعلیم، تفاسیر، اور فتاوی میں مجھے ظلم نظر آتا تھا جسے دیکھ کر میں کہتا تھا کہ یہ صحیح اسلامی تعلیم نہیں ہوسکتی۔لہٰذا صحیح اسلامی فہم کسی اور عالم کے پاس ہے۔چنانچہ اسے چھوڑ کر میں کسی اور عالم کے پیچھے ہو لیتا۔ایسے مشکل اور قابل حل مسائل میں لونڈیوں کا مسئلہ، قتلِ مرتد، دجّال، جہاد اور اسلامی فتوحات وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں۔

مَیں مختلف ٹی وی چینلز بھی دیکھتا تھا۔چینلز بدلتے ہوئے کبھی کبھی میں ایک چینل پر رک جاتا جہاں ایک نہایت پروقار شخصیت کو دیکھتا لیکن مجھے ان کی بات کی سمجھ نہ آتی۔ان کے لباس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کا تعلق برصغیر کے کسی ملک سے ہے۔

اس چینل اوراس کے شرکاء کے بارہ میں، ؟یں کچھ نہ جانتا تھا تا آنکہ 2007ء میں ایک چینل پر عیسائیوں کے ساتھ بحث مباحثہ دیکھا تو رُک گیا۔مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مسیح کی صلیبی موت سے نجات کے موضوع پر بول رہے تھے۔اس پروگرام کے شرکاء کے روشن چہروں کو دیکھ کر میں ٹھہر گیا۔پھر جب ان کے دلائل اور منطقی طرز استدلال کو سنا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ایک بڑا خزانہ میرے ہاتھ لگ گیا ہے۔بعد میں مجھے پتہ چلا کہ یہ جماعت احمدیہ کا چینل ہے اورقبل ازیں جو پُروقار شخصیت دیکھی تھی وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تھی۔

بہر حال میں بہت توجہ اورشوق سے یہ چینل دیکھنے لگا۔مجھے احساس ہوا کہ مجھے تو اسلام کا کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔پھر صحیح اسلامی مفاہیم نہایت صفائی اور خوبصورتی کے ساتھ واضح ہونا شروع ہوئے کہ میں بے اختیار ہوکر پکار اٹھا کہ اس چینل میں مجھے میری گم گشتہ متاع مل گئی ہے کیونکہ یہی وہ حقیقی اسلام ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔

شرکائے الحوار المباشر ہر رات میرے مہمان ہوتے تھے اور میں بیٹھ کر ان کی باتیں سنتا تھا یہاں تک کہ میری اہلیہ اور بچے مجھے تنہا چھوڑ کر چلے جاتے۔میں گھنٹوں بیٹھ کر ایم ٹی اے دیکھتا اور سحر انگیز کلام سن کر میرے آنسو بہنے لگتے۔اس عرصہ میں مجھے کئی ایک رؤیائے صالحہ بھی دکھائے گئے جن میں جماعت کے حق پر ہونے کی طرف واضح اشارے تھے۔ایک رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میں بعض ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں جنہیں میں نہیں جانتا۔ایسے میں نماز کا وقت ہوجاتا ہے۔میں نماز پڑھانے کے لئے امام کی جگہ پر پہنچتا ہوں کہ مجھے محمد شریف عودہ صاحب آتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ان کے وہاں پہنچنے پر میں امامت ان کے لئے چھوڑ کر پیچھے ہوجاتا ہوں۔

اس کے بعد میری باتوں کا محور جماعت احمدیہ اوراس کے عقائد ہوگئے۔میں اپنے کام پر، اپنے بہن بھائیوں سے گفتگو کے دوران اوراپنے عزیز واقارب سے ملاقاتوں میں بالواسطہ طور پر احمدیت کے عقائد کی تبلیغ کرتا تا کسی طرح غیر محسوس طور پر ان سب کو جماعت کے قریب کرسکوں اور پھر جب انہیں جماعت کا پیغام پہنچے تو وہ ماننے کے لئے تیار ہوں۔لیکن میری یہ ترکیب کامیاب نہ ہوئی کیونکہ سب نے مخالفت کی اورمیری باتوں کی طرف دھیان نہ دیا۔شاید ان کے اس رویّہ کی وجہ سے میں بھی فوراً بیعت نہ کرسکا اور چار سال تک ایم ٹی اے دیکھتا رہا۔جماعت کی صداقت کے بارہ میں اطمینان وانشراح تو میرے رگ وریشہ میں سما چکا تھا۔اب مجھے کسی احمدی کی تلاش تھی۔ایسے میں 2010ء کی عیدالاضحیٰ آ گئی۔اس موقع پر ایم ٹی اے پر عید کی مبارکبادیں دینے کا پروگرام چل رہا تھا۔چونکہ میرے بچے روزانہ دیکھتے تھے کہ میں کس شوق اوراہتمام کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھتا ہوں اورکس قدر احمدیوں سے ملنے کے لئے بے چین ہوں اس لئے میرے بیٹے نے کہا کہ جب یہ اعلان کررہے ہیں کہ عربی ویب سائٹ کے ذریعہ ہم لائیو اپنی مبارکبادیں لکھ کرارسال کر سکتے ہیں تو ہم ویب سائٹ پر یہ لکھ دیتے ہیں کہ ہمیں اپنے ملک کے کسی احمدی سے ملا دیں۔چنانچہ ہم نے ایسا کردیا اور پھر چند دنوں کے بعد دمشق سے ایک دوست نے فون کیا اورہمیں ہمارا رابطہ ہمارے شہر حلب کے احمدی مکرم الحاج حسن عابدین صاحب سے کروا دیا۔ان سے مل کر میری جماعت سے محبت میں اضافہ ہوا۔افراد جماعت کے ساتھ بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے کا مجھے جنون کی حد تک شوق تھا کہ میرا ان سے دُور رہنا تقریباً ناممکن ہوگیا۔چند روز کے بعد جنوری 2011ء میں مَیں نے بیعت فارم پر کرکے ارسال کر دیا۔

بیعت کے بعد کی زندگی بالکل بدل گئی۔ایک ایسا اطمینان نصیب ہوا جس کی حلاوت سے قبل ازیں ناآشنائی تھی، نیز احمدی ہونے کے ناطے اپنی تربیت اور نیک نمونہ دکھانے کی ذمہ داری کا احساس ہروقت دامنگیر رہتا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد ہمارے ملکی حالات خراب ہوگئے اورہم ترکی کی طرف ہجرت کر گئے۔جہاں ہمیں محترم محمد شریف عودہ صاحب کے آنے کی خبر ملی۔چونکہ میں ایک دور دراز کے شہر میں رہتا تھا اس لئے میں اپنے بچوں اور داماد کے ہمراہ شریف صاحب سے ملنے کے لئے حاضر ہوا۔یہ ملاقات نہایت ایمان افروز رہی اوراس میں میرے بیٹے اور داماد نے بیعت کرنے کی توفیق پائی۔بعد میں میرے دوسرے بیٹے نے بھی بیعت کر لی اوراب ہم گھر میں چار احمدی ہوگئے ہیں۔

میں آخر پر یہی کہتا ہوں کہ پروگرام الحوار المباشر جیسا کامیاب، مؤثر اور اعلیٰ پروگرام میں نے کبھی نہیں دیکھا۔میں ایم ٹی اے العربیہ میں کام کرنے والے تمام کارکنان کی مزید کامیابیوں کے لئے دعاگو ہوں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: ہیومینٹی فرسٹ کانفرنس ازصفحہ 2

2. Marketing & Fundraising
3. Disaster Response
4. Programmes & Operations
5. Medical Projects

پروگرام کے مطابق پانچوں گروپوں نے باہمی تبادلۂ خیال کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک میں قائم تنظیم ہیومینٹی فرسٹ کے ڈھانچے کوجدید سائنسی طریق کار کے مطابق ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کے لئے نہایت عمدہ تجاویز مرتّب کرکے پیش کیں۔ان تجاویز کا خلاصہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے۔اور حضور انور کی منظورشدہ تجاویز پرعملدرآمد کے نتیجہ میں ہیومینٹی فرسٹ کی کارکردگی میں نمایاں بہتری کی توقع کی جاسکتی ہے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اختتامی اجلاس میں بنفسِ نفیس تشریف لاکر نمائندگان سے اہم خطاب بھی فرمایا جس میں اُن کی خدمات پرمسرّت کا اظہار کرنے کے بعد اُن کے لئے نئے اہداف بھی مقرر فرمائے۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ انسانیت کی خدمت اسلام کی بنیادی تعلیم ہے اور ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات اسی تعلیم کا عملی اظہار ہیں۔چنانچہ اس تنظیم کا نام بھی اس کے نصب العین کا آئینہ دار ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے آغاز میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام کا وہ اقتباس پڑھ کرسنایا جس میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ کامل ایمان کے دو حصے ہیں۔ایک خدا سے محبت کرنا اور دوسرا انسان سے اس قدر محبت کرنا کہ اُن کے مصائب اور تکالیف کو اپنے ہی مصائب اور تکالیف کی طرح خیال کرنا اوراُن کے دُور کرنے کے لئے کوشش اوردعا کرنا۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی مسلمان اپنا سر جھکا کر یہی عاجزانہ دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے کہ وہ ہمدردی، اخلاص اورمحبت کے ساتھ انسانیت کی خدمت بجالاسکیں۔وہ خدا تعالیٰ سے ایسی بے غرضانہ محبت کے عطا ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں کہ جہاں وہ دوسروں کے درد اور بے قراری کو اپنے دل میں محسوس کرسکیں گویا یہ درد اور بے قراری اُن کو لاحق ہے۔

چنانچہ یہ بھی امرواقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ارشادات میں احمدیوں کو بار بار بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متّبعین کو یہی تعلیم دی ہے کہ ایک قسم کا وقف (یعنی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی زندگی کو وقف کرنا) وہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کی جائے اور اُن کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا جائے۔لیکن یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کوئی حقیقی بے غرضی کے ساتھ دوسروں کی محبت کی خاطر اُن کی خدمت بجالائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ انسانیت کی خدمت کی حقیقی تعریف یہ ہے کہ دوسروں کی مشکلات دُور ہونے تک چین سے نہ بیٹھا جائے اور اُن کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اُنہیں آسانی اور راحت پہنچانے کی کوشش کی جائے۔اور اپنے آرام کی پرواہ کرنے کی بجائے دوسروں کی محبت میں اپنا دل ایسا بنالیا جائے کہ اُن کی خاطر ہرقربانی پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہماری تنظیم ہیومینٹی فرسٹ کے ہر رضاکار کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صرف اورصرف دعا سے ہی ممکن ہے کہ اُس کی کوششیں ثمرآور ہوجائیں۔تمام مثبت نتائج صرف خدا تعالیٰ کے فضل کا ہی نتیجہ ہیں۔یہی وجہ ہے ہیومینٹی فرسٹ کی مساعی اس تنظیم کومہیا کئے جانے والے فنڈز کے مقابلہ میں نمایاں طور پر زیادہ نظر آتی ہیں۔

حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہیومینٹی فرسٹ کو پہلے سے زیادہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے کہ وہ اُس مخلصانہ روح اور انسانیت کی محبت کے ساتھ خدمت کرتے چلے جائیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اندر پیدا کی ہے۔آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب انگریزی زبان میں تھا جس کا اردو ترجمہ ہفت روزہ ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ کی آئندہ کسی اشاعت میں افادۂ عام کے لئے پیش کیا جائے گا۔انشاءاللہ

حضور انور کے خطاب کے بعد ماحضر پیش کیا گیا اور اس طرح یہ کانفرنس کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی۔

اسلام اور دوسرے مذاہب میں مشابہت کی اصل وجہ

[انتخاب از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 28 دسمبر 1937ء۔

(مطبوعہ بعنوان 'انقلاب حقیقی' انوار العلوم جلد 15)]

آج جو مشابہت اسلام اور ان مذاہب میں نظر آ رہی ہے یہ اس وجہ سے نہیں کہ یہ مشابہت والے امور ان مذاہب میں پہلے سے موجود تھے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اسلام کے ساتھ مل کر انہوں نے اس کی بعض تعلیموں کو اپنا لیا ہے۔ چنانچہ دین تو الگ رہا، **یورپین لوگوں نے مسلمانوں کی کتابوں کی کتابیں نقل کی ہیں اور اِن علوم کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔**

چنانچہ آج کل یورپ میں کئی ایک ایسی کتب شائع ہو رہی ہیں جن میں اس قسم کی چوریوں کو ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہؤا مَیں نے ایک کتاب انگلستان سے منگوائی ہے اس میں علمِ موسیقی پر بحث کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ یورپین لوگوں نے اس علم کو سپین کے مسلمانوں کی کتابوں سے نقل کیا ہے بلکہ مصنّف اس راز کا انکشاف کرتا ہے کہ مَیں ان کتابوں کے حوالے دے سکتا ہوں جن سے یورپ کے لوگوں نے یہ باتیں نقل کیں۔ اور پھر کہتا ہے کہ اس اندھیر کو دیکھو کہ برٹش میوزیم میں فلاں نمبر پر فلاں کتاب ہے۔ اس میں فلاں پادری کے نام کا ایک خط درج ہے جو کسی عیسائی نے انہیں لکھا تھا کہ صاحبِ مَن! مسلمانوں کی موسیقی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور ہماری موسیقی اس کے مقابلہ میں بہت بھدّی معلوم ہوتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ان کے علوم کا یورپین لوگوں کیلئے ترجمہ کر دوں مگر میں ڈرتا ہوں کہ مسلمانوں کا علم نقل کرنے سے پادریوں کی طرف سے مجھ پر کُفر کا فتویٰ نہ لگ جائے۔ آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے؟ اگر یہ علم نقل کر لیا جائے تو گرِجوں کو اس سے بڑا فائدہ پہنچے گا۔ اس کا جواب بشپ صاحب نے یہ دیا کہ بیشک ان علوم کو اپنی کتابوں میں نقل کر لو مگر ایک بات کا خیال رکھنا اور وہ یہ کہ اگر تم نے نیچے حوالہ دیدیا تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ علم عربوں سے لیا گیا ہے اور اس طرح اسلام کی عظمت ہمارے مذہب کے پیرؤوں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے گی۔ پس تم نقل بیشک کرو مگر حوالہ نہ دو تا لوگ یہ سمجھیں کہ یہ علم تم اپنی طرف سے بیان کر رہے ہو۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ یہ خط آج تک برٹش میوزیم میں موجود ہے۔

اسی طرح پیرس میں 1940ء تک ابن رُشد کا فلسفہ پڑھایا جاتا تھا مگر نام میں ذرا سا تغیر کر دیا جاتا تھا تا لوگوں کو یہ پتہ نہ چلے کہ یہ کسی مسلمان کا فلسفہ ہے۔ لطیفہ یہ ہے کہ روم کی یونیورسٹیوں میں ایک دفعہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ فلسفہ کی یہ کتاب نہ پڑھائی جائے بلکہ فلاں کتاب پڑھائی جائے کیونکہ اب فلسفہ ترقی کر چکا ہے تو پادریوں نے کُفر کا فتویٰ دے دیا اور کہا کہ یہ بے دینی ہے۔ گویا ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد انہیں اتنا خیال بھی نہ رہا کہ وہ ایک مسلمان کی لکھی ہوئی کتاب ہے بلکہ وہ یہ سمجھنے لگ گئے کہ یہ کسی عیسائی کی کتاب ہے اور اگر اس کی جگہ اب کوئی اور فلسفہ پڑھایا گیا تو کفر ہو جائے گا۔

ہمارے لوگ ناواقفی کی وجہ سے بِالعموم یہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بات بھی عیسائیوں سے لی گئی ہے اور وہ بات بھی، حالانکہ **مسلمانوں نے بحیثیت قوم عیسائیوں سے کوئی بات نہیں لی مگر عیسائیوں نے مسلمانوں سے بحیثیت قوم علوم سیکھے ہیں۔** لیکن مسلمان چونکہ اب ان تمام علوم کو بُھلا بیٹھے ہیں اور عیسائیوں نے یاد کر لئے ہیں بلکہ ان میں زمانہ کی ترقی کے ساتھ ترقی ہو گئی ہے اور ان کی شکل بھی بدل گئی ہے، اس لئے مسلمان پہچانتے نہیں ہیں اور اب تو غفلت کا یہ عالم ہے کہ مسلمانوں میں نہ دین باقی ہے نہ اخلاق، نہ تمدّن باقی ہے نہ سیاست، نہ تہذیب باقی ہے نہ ثقافت، بس مغربیت ہی مغربیت ہے جو اِن کا اوڑھنا بچھونا بن رہی ہے۔ حالانکہ وہ تمام باتیں قرآن کریم میں موجود ہیں جن سے پہلے مسلمانوں نے ترقی کی اور جن سے موجودہ مسلمان بھی ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر قرآن کو تو انہوں نے بند کر کے رکھ دیا ہے اور مغربیت کی طرف آنکھیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہے ہیں جس طرح چڑیا کا بچہ بیٹھا ماں کی راہ تک رہا ہوتا ہے۔

ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایران کے بادشاہ نے ایک دفعہ ہندوستان کے آم کی تعریف سُنی اور اس کے دل میں شوق پیدا ہؤا کہ آم کھائے۔ بادشاہ نے ہندوستان میں اپنا سفیر بھیجا کہ جا کر آم لے آؤ۔ جب وہ یہاں پہنچا تو آم کا موسم نکل چکا تھا لیکن بادشاہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ شاہِ ایران کا سفیر ہے اور دُور سے آیا ہے، دہلی اور اس کے گرِدونواح میں آم کی بڑی تلاش کرائی۔ آخر اِسی تلاش اور جِدّ وجہد کے نتیجہ میں ایک بے موسم کا آم مل گیا مگر سخت کھٹّا اور ریشہ دار۔ بادشاہ نے اُس سفیر کو بُلا کر کہا کہ آم کی شکل آپ دیکھ لیں ایسی ہی شکل ہوتی ہے مگر ذائقہ بہت میٹھا ہوتا ہے۔ یہ جو آم مِلا ہے یہ کچھ اچھا نہیں۔ لیکن چونکہ آپ نے اب واپس جانا ہے اس لئے ذرا اسے چکھ لیں تا آپ بادشاہ کے سامنے آم کی حقیقت بیان کر سکیں۔ اُس نے چکھا تو سخت کھٹّا اور بدمزا تھا۔ جب وہ واپس گیا اور شاہِ ایران نے اس سے آم کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا کہ مجھے ہندوستانیوں کی عقل کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگا کیوں؟ اُس نے کہا وہ آم کی بڑی تعریف کرتے ہیں اور آپ نے بھی آم ہی کے لئے مجھے بھیجا تھا مگر میں جو آم چکھ کر آیا ہوں اُس کی کیفیت آپ اس چیز سے معلوم کر سکتے ہیں یہ کہہ کر اُس نے ایک پیالہ پیش کیا جس میں املی کا ریشہ اور تھوڑا سا پانی پڑا ہوا تھا۔ بادشاہ دیکھ کر سخت متعجب ہؤا اور اس نے کہا کہ ہیں! ہندوستانی ایسی لغو شَے کی اس قدر تعریف کرتے ہیں؟

یہی حال آج کل مسلمانوں کا ہے۔ وہ قرآن کریم کے علوم سے بکُلّی بے بہرہ ہو گئے ہیں اور قرآن کریم ان کے لئے ایک مُردہ کتاب بن گیا ہے اور اب جو کچھ ان کے سامنے ہے اس کو اور قرآن کریم کو آپس میں وہی نسبت حاصل ہے جو اعلیٰ اور لذیذ آم کو پانی میں بھگوئی ہوئی املی سے ہوتی ہے۔ حالانکہ تمام حُسن اسلام میں ہے، تمام خوبیاں اسلام میں ہیں اور یورپ نے اصولِ علم میں جو کچھ سیکھا ہے اسلام اور مسلمانوں کی خوشہ چینی کر کے سیکھا ہے۔ مگر مسلمانوں کو چونکہ اس کا علم نہیں اس لئے وہ مغربیت کے دِلدادہ ہو گئے ہیں۔

مغربیت کے اُصول

غرض اس زمانہ میں اسلام کی تعلیم بطورِ کُل کے کہیں نہیں پائی جاتی، صرف ٹکڑے ٹکڑے پائی جاتی ہے اور اصل اسلامی تعلیم کو درحقیقت مسلمان بُھلا بیٹھے ہیں اور مغربیت ان پر غالب ہے جس کے بڑے اصول یہ ہیں:۔

(1) مادیت (2) اس کا لازمی نتیجہ نیشنلزم۔ (3) اور تمام مذہبی اور اخلاقی مسائل کو نیشنلزم کے تابع کرنا۔

اِن امور نے اخلاق، مذہب اور حقیقی قربانی اور دنیا کے امن کو بالکل برباد کر دیا ہے اور مذاہب کی شکل کو مسخ کر دیا ہے۔ اب اگر یورپ کے لوگ کسی چیز کا نام مذہب رکھتے ہیں تو اس نقطہ نگاہ سے کہ وہ مذہب ان کی حکومت کو کتنا مضبوط کرتا ہے۔ ایک ہندوستانی دماغ اس بات کو سمجھ بھی نہیں سکتا مگر واقعہ یہی ہوتا ہے کہ جرمن میں بغاوت ہوتی ہے اور پادری جب دیکھتے ہیں کہ عیسائیت کی تعلیم انہیں اتنا مضبوط نہیں بناتی کہ وہ بغاوت کو کُچل سکیں تو بڑے آرام سے انہیں مذہبی کتاب کے احکام میں تبدیلی کر کے ایک نیا فلسفہ پیش کر دیتے ہیں اور پھر چھوٹے بڑے سب یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ یہ ہمارا مذہب ہے۔ ایک مسلمان اِس بات کو سمجھ بھی نہیں سکتا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے کسی نے سَو بیویاں کرنی ہوں اور وہ دیکھے کہ قرآن میں اس کی اجازت نہیں تو بڑے آرام سے مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ (النساء:4) والی آیت کی جگہ سَو عورتوں سے نکاح کرنے والا فقرہ لکھ دے اور پھر کہے کہ میں نے اپنی کتاب کی تعلیم کے مطابق سَو بیویاں کی ہیں۔ ہر شخص اسے کہے گا کہ تم نے اپنے ہاتھ سے ایک فقرہ لکھا ہے وہ تمہارا خیال تو قرار دیا جا سکتا ہے مگر اسے مذہبی اجازت کس طرح قرار دیتے ہو؟ مگر یورپ والوں کی یہی حالت ہے۔ وہ جب دیکھتے ہیں کہ مذہب کی کسی تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجہ میں انہیں قومی لحاظ سے نقصان پہنچ سکتا ہے تو جھٹ اس تعلیم میں تبدیلی کر دیتے ہیں اور ایک نیا فلسفہ ایجاد کر کے اس کا نام مذہب رکھ دیتے ہیں۔ گویا مذہب سے اتنی دُوری پیدا ہو گئی ہے کہ وہ مذہب قومیت کو سمجھنے لگ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو چیز نیشنلزم کو تقویت دے وہی خدا کا منشاء ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہؤا ہے کہ اخلاق ہاتھ سے جاتے رہے ہیں اور مذہب بھی ضائع ہو گیا ہے اور نیشلزم پر مذہب کی بنیاد رکھ کر حقیقی قربانی کی روح کو برباد کر دیا گیا ہے۔ اب ایک جرمن اس لئے قربانی نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کو اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے بلکہ اس لئے قربانی کرے گا کہ جرمن قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ یا ایک انگریز اس لئے قربانی نہیں کرے گا کہ دنیا کو اس کی قربانی کی ضرورت ہے بلکہ اسی وقت قربانی کرے گا جب اس کی قوم کا مفاد اس کا تقاضا کرے گا۔

ساتویں دَور کا انقلاب
اِحیائے تعلیمِ مصطفویؐ

غرض مادیت اور نیشنلزم اور تمام مذہبی اور اخلاقی مسائل کو نیشنلزم کے تابع کرنے کی روح نے دنیا کے امن کو بالکل برباد کر دیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو موجودہ زمانہ میں جو تہذیبِ الٰہی کا ساتواں دَور ہے بھیجا ہے اور آپ کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ آپ وہ دوسری قسم کا انقلاب پیدا کریں جسے آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا (البقرة: 107) کے آخری حصہ میں بیان کیا گیا ہے۔ **یعنی کبھی انقلاب اس طرح بھی پیدا کیا جاتا ہے کہ کتاب وہی واجب العمل رہتی ہے جو پہلے سے موجود ہو مگر خدا تعالیٰ دوبارہ اس کی مُردہ تعلیم کو زندہ کرنے کے لئے ایک انسان اپنی طرف سے کھڑا کر دیتا ہے جو لوگوں کو پھر اس تعلیم پر ازسرِنَو قائم کرتا ہے** اور جس کی طرف سورہ جمعہ میں بھی ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ:۔ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجمعة:3-4)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے اُمّیوں میں اپنا رسول بھیجا جو ان پر آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کرتا، ان کا تزکیہ نفس کرتا اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کُھلی کُھلی گمراہی میں مبتلا تھے اور وہ خدا ہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور پھر آپ کے ذریعہ سے ایک ایسی جماعت پیدا کرے گا جو صحابہ کے رنگ میں کتاب جاننے والی، پاکیزہ نفس اور علم و حکمت سے واقف ہو گی۔ گویا وہی کام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نئے سِرے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرنا ہے۔

(انقلاب حقیقی۔ انوار العلوم جلد 15 صفحہ 84 تا 88)

خدا تعالیٰ کے دنیا میں تین قسم کے کام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ دنیا میں تین قسم کے کام کیا کرتا ہے (1) خدائی کی حیثیت سے (2) دوسرے دوست کی حیثیت سے (3) تیسرے دشمن کی حیثیت سے۔

جو کام عام مخلوقات سے ہوتے ہیں وہ محض خدائی حیثیت سے ہوتے ہیں۔ اور جو کام مُحبّین اور محبوبین سے ہوتے ہیں وہ نہ صرف خدائی حیثیت سیبلکہ دوستی کی حیثیت کا رنگ ان پر غالب ہوتا ہے اور صریح دنیا کو محسوس ہوتا ہے کہ خدا اس شخص کی دوستانہ طور پر حمایت کر رہا ہے۔ اور جو کام دشمنوں کی حیثیت سے ہوتے ہیں ان کے ساتھ ایک موذی عذاب ہوتا ہے اور ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں جن سے صریح دکھائی دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس قوم یا اس شخص سے دشمنی کر رہا ہے۔

اور خدا جو اپنے دوست کے ساتھ کبھی یہ معاملہ کرتا ہے جو تمام دنیا کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے اور کچھ مدّت کے لئے ان کی زبانوں یا ان کے ہاتھوں کو اس پر مسلّط کر دیتا ہے۔ یہ اس لئے خدائے غیور نہیں کرتا کہ اس اپنے دوست کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا بے عزت اور ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ اس لئے کرتا ہے کہ تا دنیا کو اپنے نشان دکھاوے اور تا شوخ دیدہ مخالفوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے دشمنی میں ناخنوں تک زور لگا کر نقصان کیا پہنچایا"۔ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 518-517)

خطبہ جمعہ

پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات کے حوالہ سے

مختلف پہلوؤں کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری مبلغ سلسلہ کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20/فروری 2015ء بمطابق 20 تبلیغ 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج 20/فروری کا دن ہے اور یہ دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے نشان مانگا تھا کیونکہ غیر مسلموں کے اسلام پر حملے انتہا تک پہنچ چکے تھے اس لئے آپ علیہ السلام نے چلّہ کشی فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نشان کی قبولیت دعا کے نتیجے میں آپ کو خبر دی۔ اس کی تفصیلات کا تو مَیں اس وقت ذکر نہیں کروں گا۔ اس بارے میں پہلے کئی خطبات دے چکا ہوں۔ پھر ہر سال جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے جلسے بھی منعقد ہوتے ہیں۔ ان میں بھی علماء اور مقررین اس بارے میں بیان کرتے ہیں۔ یہ تفصیل تو جماعت کے سامنے آتی رہتی ہے۔ اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ آجکل جلسے ہو رہے ہیں۔

آج مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے الفاظ میں، پیشگوئی کے بارے میں جو آپ نے مختلف مواقع پر فرمایا، وہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔ تمام پہلوؤں کا تو احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ چند ایک باتیں، چند ایک حوالے پیش کروں گا۔

1944ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ ’’آج سے پورے اٹھاون سال پہلے جس کو انسٹھ واں سال شروع ہو رہا ہے 20/فروری کے دن 1886ء میں (یہ ہوشیار پور کی تقریر ہے) اس شہر ہوشیار پور میں اس مکان میں جو کہ میری انگلی کے سامنے ہے (جہاں آپ تقریر فرما رہے تھے۔ میدان کے سامنے ہی مکان تھا)۔ ایک ایسا مکان تھا جو اُس وقت طویلہ کہلاتا تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رہائش کا اصلی مقام نہیں تھا بلکہ ایک رئیس کے زائد مکانوں میں سے وہ ایک مکان تھا جس میں شاید اتفاقی طور پر کوئی مہمان ٹھہر جاتا ہو یا وہاں انہوں نے سٹور بنا رکھا ہو یا حسب ضرورت جانور باندھے جاتے ہوں قادیان کا ایک گمنام شخص جس کو خود قادیان کے لوگ بھی پوری طرح نہیں جانتے تھے لوگوں کی اس مخالفت کو دیکھ کر جو اسلام اور بانیٔ اسلام سے وہ رکھتے تھے اپنے خدا کے حضور علیحدگی میں عبادت کرنے اور اس کی نصرت اور تائید کا نشان طلب کرنے کے لئے آیا اور چالیس دن لوگوں سے علیحدہ رہ کر اس نے اپنے خدا سے دعائیں مانگیں۔ چالیس دن کی دعاؤں کے بعد خدا نے اس کو ایک نشان دیا۔ وہ نشان یہ تھا کہ مَیں نہ صرف ان وعدوں کو جو میں نے تمہارے ساتھ کئے ہیں پورا کروں گا اور تمہارے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا بلکہ اس وعدے کو زیادہ شان کے ساتھ پورا کرنے کے لئے مَیں تمہیں ایک بیٹا دوں گا جو بعض خاص صفات سے متّصف ہوگا۔ وہ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔ کلام الٰہی کے معارف لوگوں کو سمجھائے گا۔ رحمت اور فضل کا نشان ہوگا اور وہ دینی اور دنیوی علوم جو اسلام کی اشاعت کے لئے ضروری ہیں اسے عطا کئے جائیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کو لمبی عمر عطا فرمائے گا یہاں تک کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا‘‘۔

(ماخوذ از ’’دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 147-146)

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ دشمنان سلسلہ یہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں کہ جب یہ اشتہار شائع ہوا۔ پیشگوئی کا پورا حوالہ نہیں دیا گیا۔ الفاظ نہیں پڑھے گئے کچھ باتیں بیان ہوئی ہیں۔ پہلے تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ اشتہار شائع ہوا تو دشمنوں نے اس پر بھی اعتراضات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ تب 22/مارچ 1886ء کو آپ نے ایک اور اشتہار شائع فرمایا۔ دشمنوں نے اعتراض یہ کیا تھا کہ ایسی پیشگوئی کا کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ کیا ہمیشہ لوگوں کے ہاں لڑکے پیدا نہیں ہوا کرتے؟ شاذ و نادر کے طور پر ہی کوئی ایسا شخص ہوتا ہے جس کا کوئی لڑکا نہ ہو یا جس کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں ورنہ عام طور پر لوگوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور کبھی ان کی پیدائش کو کوئی خاص نشان نہیں قرار دیا جاتا۔ پس اگر آپ کے ہاں بھی کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ دنیا میں اس ذریعے سے خدا تعالیٰ کا کوئی خاص نشان ظاہر ہوا ہے۔ آپ نے لوگوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے 22/مارچ کے اشتہار میں تحریر فرمایا کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤوف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا۔ پھر اسی اشتہار میں آپ نے تحریر فرمایا کہ ’بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی‘۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ اپنے ہاں محض ایک بیٹا ہونے کی خبر دیتے تب بھی یہ خبر اپنی ذات میں ایک پیشگوئی ہوتی کیونکہ دنیا میں ایک حصہ خواہ وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو بہرحال ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جن کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ اور دوسرے آپ نے جب یہ اعلان کیا اس وقت آپ کی عمر پچاس سال سے اوپر تھی اور ہزاروں ہزار لوگ دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں جن کے ہاں پچاس سال کے بعد اولاد کی پیدائش کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے۔ اور پھر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاں لڑکے تو پیدا ہوتے ہیں مگر پیدا ہونے کے تھوڑے عرصے کے بعد مر جاتے ہیں۔ اور یہ سارے شبہات اس جگہ موجود تھے۔

پس اوّل تو کسی لڑکے کی پیدائش کی خبر دینا کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہو سکتا لیکن آپ بطور تنزّل اس اعتراض کو تسلیم کر کے فرماتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ محض کسی لڑکے کی پیدائش کی خبر دینا پیشگوئی نہیں کہلا سکتا تو سوال یہ ہے کہ میں نے محض ایک لڑکے کی پیدائش کی کب خبر دی ہے؟ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول فرما کر ایک ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری اور باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔

(ماخوذ از ’’الموعود‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 530-529)

پس یہ اس الہام کا خلاصہ تھا کہ کس طرح حضرت مصلح موعود کی برکتیں، یہ ساری باتیں پھیلیں۔ مَیں اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا۔ آگے کچھ بیان بھی ہوگا۔

پھر اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں، اُس زمانے میں بھی یہ اعتراض تھے کہ آپ مصلح موعود نہیں بلکہ بعد میں کہیں تین چار سو سال بعد یا سو سال یا دو سو سال بعد مصلح موعود پیدا ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں۔ ’’بعض لوگ کہتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی آئندہ نسل سے تین چار سو سال کے بعد آئے گا موجودہ زمانے میں نہیں آ سکتا۔ مگر ان میں سے کوئی شخص خدا کا خوف نہیں کرتا کہ وہ پیشگوئی کے الفاظ کو دیکھے اور ان پر غور کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو لکھتے ہیں اِس وقت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام اپنے اندر نشان نمائی کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے۔ اِندرمَن اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو نشان دکھایا جائے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! تُو ایسا نشان

دکھا جو ان نشان طلب کرنے والوں کو اسلام کا قائل کردے۔ تو ایسا نشان دکھاتا جو اندرمن مرادآبادی وغیرہ کو اسلام کا قائل کردے۔ اور یہ معترض ہمیں بتاتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی تو خدا نے آپ کو یہ خبر دی کہ آج سے تین سو سال کے بعد ہم تمہیں ایک بیٹا عطا فرمائیں گے جو اسلام کی صداقت کا نشان ہوگا۔ کیا دنیا میں کوئی بھی شخص ہے جو اس بات کو معقول قرار دے سکتا ہے؟ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی شخص سخت پیاسا ہو اور کسی شخص کے دروازے پر جائے اور کہے بھائی مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے، خدا کے لئے مجھے پانی پلاؤ۔ اور وہ آگے سے یہ جواب دے کہ صاحب آپ گھبرائیں نہیں۔ مَیں نے امریکہ خط لکھا ہوا ہے۔ وہاں سے اِسی سال کے آخر تک ایک اعلیٰ درجہ کا ایسنس (essence) آجائے گا اور اگلے سال آپ کو شربت بنا کر پلا دیا جائے گا۔ کوئی پاگل سے پاگل بھی ایسی بات نہیں کرسکتا۔ کوئی پاگل سے پاگل بھی ایسی بات خدا اور اس کے رسول کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔

پنڈت لیکھرام، منشی اندرمن مرادآبادی اور قادیان کے ہندو یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام کے متعلق یہ دعویٰ کہ اس کا خدا دنیا کو نشان دکھانے کی طاقت رکھتا ہے ایک جھوٹا اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔ اگر اس دعوے میں کوئی حقیقت ہے تو ہمیں نشان دکھایا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا! مَیں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تُو مجھے رحمت کا نشان دکھا تُو مجھے قدرت اور قربت کا نشان عطا فرما۔ پس یہ نشان تو ایسے قریب ترین عرصے میں ظاہر ہونا چاہئے تھا جبکہ وہ لوگ زندہ موجود ہوتے جنہوں نے یہ نشان طلب کیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ 1889ء میں جب میری پیدائش اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی تو وہ لوگ زندہ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نشان مانگا تھا۔ پھر جوں جوں میں بڑھا اللہ تعالیٰ کے نشانات زیادہ سے زیادہ ظاہر ہوتے چلے گئے۔''

(ماخوذ از ''مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں''۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 223-222)

اپنی ایک رؤیا کا ذکر فرماتے ہوئے کہ کس طرح یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود پر منطبق ہوتی ہے، حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''مَیں ان مشابہتوں کو بیان کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے ساتھ میری رؤیا کو ہیں۔ (ایک رؤیا آپ نے دیکھی تھی جیسا کہ مَیں نے کہا۔ فرماتے ہیں کہ) رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ۔ ان الفاظ کا میری زبان پر جاری ہونا میرے لئے اس قدر عجوبہ تھا۔ (ظاہر میں تو یہ حیرت انگیز عجوبہ ہو ہی سکتا ہے لیکن خواب میں بھی میری ایسی کیفیت ہوگئی) کہ قریب تھا اس تہلکہ سے مَیں جاگ اٹھتا کہ میرے منہ سے یہ کیا الفاظ نکل گئے ہیں۔ بعد میں بعض دوستوں نے توجہ دلائی کہ مسیحی نفس ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار مؤرخہ 20؍فروری 1886ء میں بھی آتا ہے۔ گو اُس روز میں یہ اشتہار پڑھ کر آیا تھا لیکن جب مَیں خطبہ پڑھ رہا تھا اس وقت اشتہار کے یہ الفاظ میرے ذہن میں نہ تھے۔ خطبے کے بعد غالباً دوسرے دن مولوی سید سرور شاہ صاحب نے یہ توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہار میں بھی لکھا ہے کہ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ اس پیشگوئی میں بھی مسیح کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ دوسرے مَیں نے رؤیا دیکھا کہ میں نے بت تڑوائے ہیں۔ اس کا اشارہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں پایا جاتا ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ فرماتے ہیں کہ روح الحق توحید کی روح کو کہا جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اصل چیز خدا تعالیٰ کا وجود ہی ہے، باقی سب چیزیں اظلال اور سائے ہیں۔ پس روح الحق سے مراد توحید کی روح ہے جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہ اس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ تیسرے میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں بھاگ رہا ہوں۔ چنانچہ خطبہ میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ رؤیا میں یہی نہیں کہ میں تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں اور زمین میرے قدموں کے تلے سمٹتی چلی جاتی ہے۔ پسر موعود کی پیشگوئی میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اسی طرح رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں بعض غیر ملکوں کی طرف گیا ہوں اور پھر وہاں بھی میں نے اپنے کام کو ختم نہیں کیا بلکہ میں اور آگے جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ جیسے مَیں نے کہا اے عبدالشکور! اب میں آگے جاؤں گا اور جب اس سفر سے واپس آؤں گا تو دیکھوں گا کہ اس عرصے میں تُو نے توحید کو قائم کردیا ہے، شرک کو مٹا دیا ہے اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے جو کلام نازل فرمایا اس میں بھی اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یہ الفاظ بھی اس کے دُور دُور جانے اور چلتے چلے جانے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

پھر یہ پیشگوئی میں ذکر آتا ہے کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اس کی طرف بھی میری رؤیا میں اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ خواب میں مَیں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں کہ مَیں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے۔ پھر لکھا تھا وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ اس کے متعلق بھی رؤیا میں وضاحت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ رؤیا میں میری زبان پر تصرف کیا گیا اور میری زبان سے خدا تعالیٰ نے بولنا شروع کر دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے میری زبان سے کلام فرمایا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور آپ نے میری زبان سے بولنا شروع کر دیا۔ یہ جلال الٰہی کا ایک عجیب ظہور تھا جس کا پیشگوئی میں بھی ذکر پایا جاتا تھا۔ پس یہ بھی ان دونوں میں ایک مشابہت پائی جاتی ہے۔

پھر لکھا تھا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور یہ الفاظ ہیں پیشگوئی کے اور رؤیا میں بھی یہ دکھایا گیا کہ ایک قوم ہے جس میں مَیں ایک شخص کو لیڈر مقرر کرتا ہوں اور ان الفاظ میں جیسے ایک طاقتور بادشاہ اپنے ماتحت کو کہہ رہا ہوا سے کہتا ہوں کہ اے عبدالشکور! تم میرے سامنے اس بات کے ذمہ دار ہوگے کہ تمہارا ملک قریب ترین عرصے میں توحید پر ایمان لے آئے۔ شرک کو ترک کردے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو اپنے مدنظر رکھے۔ یہ صاحب شکوہ اور عظمت کے ہی کلمات ہو سکتے ہیں جو رؤیا میں میری زبان پر جاری کئے گئے۔

اور یہ جو پیشگوئی میں ذکر آتا ہے کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس پر کلام الٰہی نازل ہوگا اور رؤیا میں اس کا بھی ذکر آتا ہے۔ چنانچہ الٰہی تصرف کے تحت رؤیا میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اب مَیں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں۔ پس اس حصے میں پیشگوئی کے انہی الفاظ کے پورا ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔

پھر رؤیا کا یہ حصہ بھی پیشگوئی کے ان الفاظ کی تصدیق کرتا ہے کہ رؤیا میں مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر قدم جو مَیں اٹھا رہا ہوں وہ کسی پہلی وحی کے مطابق اٹھا رہا ہوں۔ اب مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ جو مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ میں جو سفر کروں گا وہ ایک سابق وحی کے مطابق ہوگا۔ اس سے اشارہ مصلح موعود والی پیشگوئی ہی کی طرف تھا اور یہ بتایا گیا تھا کہ میری زندگی اس پیشگوئی کا نقشہ ہے اور الٰہی تصرف کے ماتحت ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ پہلی پیشگوئی کے متعلق جو یہ ابہام رکھا گیا کہ کس کی پیشگوئی ہے اس میں یہ حکمت تھی تا مصلح موعود کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلا کر اس ذہنی علم کا رؤیا میں دخل نہ ہو جائے جو مجھے اس پیشگوئی کی نسبت حاصل تھا۔ اس قسم کی تدابیر رؤیا اور الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ اختیار کی جاتی ہیں اور اسرار سماویہ میں سے ایک سرّ ہیں۔ یہ وہ مشابہتیں ہیں جو میری رؤیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں پائی جاتی ہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 69 تا 71۔ خطبہ جمعہ 4 فروری 1944ء)

1936ء کی شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے جب صحابہ کی بھی بڑی تعداد موجود تھی اور تابعین کی بھی کثرت تھی، حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔ اب یہ 1936ء میں کافی عرصہ پہلے، قریباً آٹھ سال پہلے کا ذکر تھا جب آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق یہ اعلان فرمایا کہ مَیں ہی مصلح موعود ہوں۔ آٹھ سال پہلے آپ یہ فرما رہے ہیں کہ ''اس وقت ہماری جماعت کے لئے تو خلافت کا ہی سوال نہیں۔ دو اور سوال بھی ہیں۔ ایک تو قرب زمانہ نبوت کا سوال اور دوسرا موعود خلافت کا سوال۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو ہر خلیفہ کے ماننے والے کو نہیں مل سکتیں۔ اس کا مختصر ذکر مَیں پہلے بھی ایک دفعہ گزشتہ سال شاید کسی خطبے میں کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ آج سے سو دو سو سال بعد بیعت کرنے والوں کو یہ باتیں حاصل نہیں ہوسکیں گی۔ اس زمانے کے عوام تو الگ رہے خلفاء بھی اس بات کے محتاج ہوں گے کہ ہمارے قول، ہمارے عمل اور ہمارے ارشاد سے ہدایت حاصل کریں۔ ہماری بات تو الگ رہی وہ اس بات کے محتاج ہوں گے کہ آپ لوگوں کے قول، آپ لوگوں کے عمل اور آپ لوگوں کے ارشاد سے ہدایت حاصل کریں۔ (اس وقت جو صحابہ موجود تھے ان سے یہ ذکر ہو رہا ہے۔) فرماتے ہیں کہ وہ خلفاء ہوں گے مگر کہیں گے کہ زید نے فلاں خلافت کے زمانے میں یوں کہا تھا، یوں کیا تھا۔ ہمیں بھی اس پر عمل کرنا چاہئے۔ پس یہ صرف خلافت اور نظام کا ہی سوال نہیں بلکہ ایسا سوال ہے جو مذہب کا سوال ہے۔ پھر صرف خلافت کا سوال نہیں، ایسی خلافت کا سوال ہے جو موعود خلافت ہے۔ الہام اور وحی سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کرواتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں ہے۔ آپ نے اپنی خلافت کے بارے میں فرمایا کہ یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی مَیں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ مَیں خلیفہ ہوں گا۔ پس مَیں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ مَیں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اس کو رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔ پھر یہ کہنے کا موقع کہ فلاں بات ہم سے پچیس تیس سال پہلے خدا تعالیٰ کے نبی نے یوں کہی یہ بھی روز روز میسّر نہیں آتا۔ جو روحانیت اور قرب کا

احساس اس شخص کے دل میں پیدا ہوسکتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ آج سے تیس سال پہلے خدا تعالیٰ کے مامور اور مُرسَل نے یہ فرمایا تھا اس شخص کے دل میں کیونکر پیدا ہوسکتا ہے جو یہ کہے کہ آج سے دوسو سال پہلے خدا تعالیٰ کے فرستادے نے فلاں بات یوں کہی تھی کیونکہ دوسو سال بعد کہنے والا اس کی تصدیق نہیں کرسکتا لیکن بیس تیس سال بعد کہنے والا اس کی تصدیق کرسکتا ہے''۔ (ماخوذ از خطابات شوریٰ جلد2 صفحہ 19-18)۔ اور اس لحاظ سے آپ نے فرمایا کہ اس زمانے کے لوگوں کی جو باتیں ہیں وہ آئندہ خلفاء ان سے سبق لے کر بیان کیا کریں گے۔

پھر لوگوں کے یہ کہنے پر کہ اگر آپ مصلح موعود ہیں تو پھر اعلان کیوں نہیں کرتے کیونکہ اعلان تو آپ نے 1944ء میں کیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ''لوگوں نے کوشش بھی کی ہے کہ مجھ سے دعویٰ کرائیں کہ میں مصلح موعود ہوں مگر مَیں نے کبھی اس کی ضرورت نہیں سمجھی۔ مخالف کہتے ہیں کہ آپ کے مرید آپ کو مصلح موعود کہتے ہیں مگر آپ خود دعویٰ نہیں کرتے۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ مجھے دعویٰ کی ضرورت کیا ہے۔ اگر مَیں مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ نہ کرنے سے میری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ جب میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ فرمایا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ جو پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں اور مجدّد بھی غیر مامور ہوتا ہے تو پھر ایسے دعویٰ کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریل کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ریل دعویٰ کرے۔ دَجّال کی پیشگوئی موجود ہے مگر کیا دجّال کا دعویٰ کرنا ضروری ہے؟ ہاں مامور کی پیشگوئی میں دعویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ باقی غیر مامور کو تو خواہ پتا بھی نہ ہو کہ وہ پیشگوئی اس کی ذات میں پوری ہوگئی کوئی حرج کی بات نہیں۔ امّت مسلمہ میں مجددین کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا۔ مَیں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے تو اورنگزیب بھی اپنے زمانے کا مجدد نظر آتا ہے۔ مگر کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبدالعزیز کو مجدد کہا جاتا ہے۔ کیا ان کا کوئی دعویٰ ہے؟ پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعویٰ صرف مامورین کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آ جائے تو پھر اس کے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے۔ اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے تو ہم کہیں گے کہ وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اگر عمر بن عبدالعزیز مجدد ہونے سے انکار بھی کرتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنے زمانے کے مجدد ہیں کیونکہ مجدد کے لئے کسی دعوی کی ضرورت نہیں۔ دعویٰ صرف ان مجددین کے لئے ضروری ہے جو مامور ہوں۔ ہاں جو غیر مامور اپنے زمانے میں گرتے ہوئے اسلام کو کھڑا کر دے، دشمن کے حملوں کو توڑ دے، اسے چاہے پتا بھی نہ ہو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجدد ہے۔ (مجدد کا کام اسلام میں کیا ہے؟ یہی کہ جو اسلام کی گرتی ہوئی ساکھ کو، تعلیم کو کھڑا کر دے، اس کے دشمن کے حملوں کو اسلام کے خلاف توڑ دے وہ مجدد ہے۔ فرمایا کہ) ہاں مامور مجدّد وہی ہوسکتا ہے جو دعویٰ کرے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہے۔ پس میری طرف سے مصلح موعود ہونے کے دعویٰ کی کوئی ضرورت نہیں اور مخالفوں کی ایسی باتوں سے گھبراہٹ کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی ہتک کی بات نہیں۔ اصل عزّت وہی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے چاہے دنیا کی نظروں میں انسان ذلیل سمجھا جائے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے رستے پر چلے تو اس کی درگاہ میں وہ ضرور معزز ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص جھوٹ سے کام لے کر اپنے غلط دعوے کو ثابت بھی کر دے اور اپنی چستی یا چالاکی سے لوگوں میں غلبہ بھی حاصل کر لے تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وہ عزت حاصل نہیں کرسکتا۔ اور جسے خدا تعالیٰ کے دربار میں عزت حاصل نہیں وہ خواہ ظاہری لحاظ سے کتنا معزز کیوں نہ سمجھا جائے اس نے کچھ کھویا ہی ہے، حاصل نہیں کیا۔ اور آخر ایک دن وہ ذلیل ہو کر رہے گا''۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 21 صفحہ 60-59)

پھر 1944ء میں جب آپ نے دعویٰ کیا اور حضرت مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا تو آپ نے فرمایا: ''ہماری جماعت کے دوستوں نے یہ اور اسی قسم کی دوسری پیشگوئیاں بار بار میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق ظاہر کروں۔ (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) مگر میں نے انہیں ہمیشہ یہی کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود گواہی دے دے گا کہ ان پیشگوئیوں کا مَیں مصداق ہوں اور اگر میرے متعلق نہیں تو زمانے کی گواہی میرے خلاف ہوگی۔ دونوں صورتوں میں مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق نہیں تو مَیں یہ کہہ کر کیوں گناہگار بنوں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ اور اگر میرے ہی متعلق ہیں تو مجھے جلد بازی کی کیا ضرورت ہے، وقت خود بخود ظاہر کر دے گا۔ غرض جیسے الہام الٰہی میں کہا گیا تھا انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ دنیا نے یہ سوال اتنی دفعہ کیا، اتنی دفعہ کیا کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اس لئے لمبے عرصے کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ کہا تھا کہ تو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا ہلاک ہو جائے گا۔ اور یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا۔ اسی طرح یہ الہام ہونا کہ یوسف کی خوشبو مجھے آ رہی ہے بتاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت یہ چیز ایک لمبے عرصے کے بعد ظاہر ہوگی۔ میں اب بھی اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر ان پیشگوئیوں کے متعلق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت کے قریب وقت تک یہ علم نہ دیا جاتا کہ یہ میرے متعلق ہیں بلکہ موت تک مجھے علم نہ دیا جاتا اور واقعات خود بخود ظاہر کر دیتے کہ چونکہ یہ پیشگوئیاں میرے زمانے میں اور میرے ہاتھ سے پوری ہوئی ہیں اس لئے میں ہی ان کا مصداق ہوں تو اس میں کوئی حرج نہ تھا۔ کسی کشف کا، الہام کا تائیدی طور پر ہونا ایک زائد امر ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی مشیّت کے ماتحت اگر اس امر کو ظاہر کر دیا اور مجھے اپنی طرف سے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔ چنانچہ آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیّت کے ساتھ دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔ ہماری جماعت کے دوست چونکہ میری طرف ان پیشگوئیوں کو منسوب کیا کرتے تھے اس لئے میں ہمیشہ ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھنے سے بچتا تھا اور ڈرتا تھا کہ کوئی غلط خیال قائم نہ ہو جائے۔ مگر آج پہلی دفعہ مَیں نے وہ تمام پیشگوئیاں پڑھیں اور اب ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کے بعد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری کی ہے''۔

(خطبات محمود جلد 25 صفحہ 59 تا 61)

یا تو وہ وقت تھا کہ جب آپ نے فرمایا کہ مجھے ضرورت نہیں کہ کسی قسم کا اعلان کروں اور پھر وہ وقت بھی آیا جب آپ پر اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا اور کھول دیا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں اس لئے اعلان کریں تو اس وقت آپ نے معترضین اور نہ ماننے والوں کو کھلا چیلنج دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''مَیں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنے والے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ جو شخص سمجھتا ہے کہ مَیں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارے میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملے میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکّد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے کہ اسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا کہ کون کاذب ہے اور کون صادق''۔

(ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 645)

پھر پیشگوئی کے جو بعض حصے تھے ان میں سے کچھ حصے بیان کرتا ہوں۔ مثلاً پیشگوئی کا ایک حصہ یہ ہے کہ 'وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا'۔ علوم ظاہری کا ایک حصہ حضرت مصلح موعود نے لیا ہے۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ''اس پیشگوئی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ علوم ظاہری سیکھے گا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ علوم ظاہری میں خوب مہارت رکھتا ہوگا بلکہ الفاظ یہ ہیں کہ وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی اور طاقت اسے یہ علوم ظاہری سکھائے گی اس کی اپنی کوشش اور محنت اور جدوجہد کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ یہاں علوم ظاہری سے مراد حساب اور سائنس وغیرہ علوم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہاں 'پُر کیا جائے گا' کے الفاظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ علوم سکھائے جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے سائنس اور حساب اور جغرافیہ وغیرہ علوم نہیں سکھائے جاتے بلکہ دین اور قرآن سکھایا جاتا ہے۔ پس پیشگوئیوں کے ان الفاظ کا کہ 'وہ علوم ظاہری سے پُر کیا جائے گا' یہ مطلب ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم دینیہ اور قرآنیہ سکھلائے جائیں گے اور خدا خود اس کا معلّم ہوگا۔ فرمایا میری تعلیم جس رنگ میں ہوئی ہے وہ اپنی ذات میں ظاہر کرتی ہے کہ انسانی ہاتھ میری تعلیم میں نہیں تھا۔ میرے اساتذہ میں سے بعض زندہ ہیں اور بعض فوت ہو چکے ہیں۔ میری تعلیم کے سلسلے میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ہے''۔ (ماخوذ از 'الموعود'۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 566-565)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کے ذریعے مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے۔ جس طرح کسی کو خزانے کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور مَیں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کرسکوں''۔

لاہور میں آپ لیکچر دے رہے تھے۔ فرمایا کہ ''یہ لاہور شہر ہے۔ یہاں یونیورسٹی موجود ہے۔ کئی کالج یہاں کھلے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے علوم کے ماہر اس جگہ پر پائے جاتے ہیں۔ ان سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آ جائے۔ دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آ جائے۔ دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آ جائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اس کے اعتراض کا ردّ ہو گیا ہے اور مَیں دعویٰ کرتا ہوں کہ مَیں خدا کے کلام سے اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی

اس کے اعتراضات کو ردّ کر کے دکھا دوں گا‘‘۔

(ماخوذاز’’میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں‘‘۔انوارالعلوم جلد17 صفحہ 227)

آپ نے ایک مضمون ’’احمدیت کا پیغام‘‘ لکھا تھا جس میں احمدیت کے بارے میں سوال کرنے والوں کے لئے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ وضاحت فرمائی تھی۔ اس مضمون میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ ’’خود راقم الحروف نے کئی علوم فرشتوں سے سیکھے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک فرشتے نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر پڑھائی اور اُس وقت سے لے کر اس وقت تک سورۂ فاتحہ کے اس قدر مطالب مجھ پر کھلے ہیں کہ ان کی حد ہی کوئی نہیں ہے۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ کسی مذہب وملّت کا آدمی روحانی علوم میں سے کسی مضمون کے متعلق بھی جو کچھ اپنی ساری کتاب میں سے نکال سکتا ہے اس سے بڑھ کر مضامین خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں صرف سورۃ فاتحہ میں سے نکال سکتا ہوں۔ مدّتوں سے مَیں دنیا کو یہ چیلنج دے رہا ہوں مگر آج تک کسی نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا۔ ہستیٔ باری تعالیٰ کا ثبوت، توحیدِ الٰہی کا ثبوت، رسالت اور اس کی ضرورت، شریعت کاملہ کی علامات اور بنی نوع انسان کے لئے اس کی ضرورت، دعا، تقدیر، حشر ونشر، جنت و دوزخ ان تمام مضامین پر سورۃ فاتحہ سے ایسی روشنی پڑتی ہے کہ دوسری کتب کے سینکڑوں صفحات بھی اتنی روشنی انسان کو نہیں پہنچاتے‘‘۔ (ماخوذاز’’احمدیت کا پیغام‘‘۔انوارالعلوم جلد20 صفحہ 567)

پھر آپ نے فرمایا کہ عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت سے کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کون سا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔ مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ہی اس مضمون کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جس کو آج دوست اور دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ برا بھلا کہے، جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا۔ مجھ سے بہرحال مدد لینی پڑے گی اور میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جاسکے گا چاہے پیغامی ہوں یا مصری۔ ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں بلکہ مَیں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارے میں سب سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں، خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ سے ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہو گی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے۔ پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو؟

(ماخوذاز’’خلافت راشدہ‘‘۔انوارالعلوم جلد15 صفحہ 588-587)

پھر ایک خطبے میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک استاد تھے۔ استاد کا قصہ یہ ہے کہ وہ حضرت مصلح موعود کے درس میں شامل ہوتے تھے لیکن اپنے اور باقی ساتھیوں کے درس میں شامل نہیں ہوتے تھے کہ وہاں مجھے نکات نہیں ملتے۔ (ماخوذاز خطبات محمود جلد22 صفحہ 472)۔ بہرحال یہ خلاصہ ہے۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’1907ء میں سب سے پہلی دفعہ میں نے پبلک تقریر کی۔ جلسے کا موقع تھا بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی موجود تھے۔ مَیں نے سورۃ لقمان کا دوسرا رکوع پڑھا اور پھر اس کی تفسیر بیان کی۔ میری اپنی حالت اس وقت یہ تھی کہ جب مَیں کھڑا ہوا تو چونکہ اس سے پہلے میں نے پبلک میں کبھی لیکچر نہیں دیا تھا اور میری عمر بھی اس وقت صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ پھر اس وقت حضرت خلیفہ اول بھی موجود تھے انجمن کے ممبران بھی تھے اور بہت سے اَور دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ اس لئے میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس وقت مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے سامنے کون بیٹھا ہے اور کون نہیں۔ تقریر آدھ گھنٹے یا پون گھنٹے جاری رہی۔ جب مَیں تقریر ختم کر کے بیٹھا تو مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ میاں! میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے ایسی اعلیٰ تقریر کی۔ مَیں تمہیں خوش کرنے کے لئے یہ نہیں کہہ رہا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں بہت پڑھنے والا ہوں اور میں نے بڑی بڑی تفسیریں پڑھی ہیں مگر میں نے بھی آج تمہاری تقریر میں قرآن کریم کے وہ مطالب سنے ہیں جو پہلی تفسیروں میں ہی نہیں بلکہ مجھے بھی پہلے معلوم نہیں تھے۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تک نہ میرا مطالعہ وسیع تھا اور نہ قرآن کریم پر لمبے غور کا کوئی زمانہ گزرا تھا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر اس وقت ایسے معارف جاری کر دیئے جو پہلے بیان نہیں ہوئے تھے‘‘۔

(ماخوذاز’’خطبات محمود‘‘ جلد22 صفحہ 473-472)

’’وہ علوم باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘۔ اس کے بارے میں بتاتا ہوں۔ پہلے ظاہری علوم سے پُر ہونے کا ذکر تھا۔ اب باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خدا تعالیٰ سے خاص ہیں۔ جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا ہے تاکہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کر سکیں۔ سو اس شق میں بھی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں جو علوم غیب پر مشتمل ہیں‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی جبکہ خلافت کا کوئی سوال بھی ذہن میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ یعنی وہ لوگ جو تجھ پر ایمان لائیں گے ان لوگوں پر جو تیرے مخالف ہوں گے قیامت تک غالب رہیں گے۔ یہ الہام میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا اور آپ نے اسے لکھ لیا۔ یہ وہی آیت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتی ہے مگر وہاں الفاظ یہ ہیں کہ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (آل عمران:56) کہ مَیں تیرے منکروں پر تیرے مومنوں کو قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔ مگر مجھے جو الہام ہوا وہ یہ ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ جو پہلے سے زیادہ تاکیدی ہے۔ یعنی مَیں اپنی ذات ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں یقیناً تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔ یہ الہام جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا اور آپ نے اسے لکھ لیا۔ میں عرصہ دراز سے یہ الہام دوستوں کو سناتا چلا آ رہا ہوں۔ اس کے نتیجے میں دیکھو کہ کس کس طرح میری مخالفت ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے فتح دی۔ غیر مبائعین نے حضرت خلیفہ اول کے زمانے میں یہ کہہ کہہ کر کہ ’ایک بچہ ہے جس کی خاطر جماعت کو تباہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے‘ پروپیگنڈہ کیا مگر بالکل بے اثر ثابت ہوا۔ مَیں ان باتوں سے اس وقت اتنا ناواقف تھا کہ ایک دن صبح کی نماز کے وقت میں حضرت امّاں جان کے کمرے میں جو مسجد کے بالکل ساتھ ہے نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا کہ مسجد میں سے مجھے لوگوں کی اونچی اونچی آوازیں آنی شروع ہو گئیں جیسے کسی بات پر جھگڑ رہے ہوں۔ ان میں سے ایک آواز جسے میں نے پہچانا وہ شیخ رحمت اللہ صاحب کی تھی۔ میں نے سنا کہ وہ بڑے جوش سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تقویٰ کرنا چاہئے۔ خدا کا خوف اپنے دل میں پیدا کرنا چاہئے۔ ایک بچے کو آگے کر کے جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ایک بچہ کی خاطر یہ سارا فساد برپا کیا جا رہا ہے۔ میں اس وقت ان باتوں سے اس قدر ناواقف تھا کہ مجھے ان کی یہ بات سن کر سخت حیرت ہوئی کہ وہ بچہ ہے کون جس کے متعلق یہ الفاظ کہے جا رہے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے باہر نکل کر غالباً شیخ یعقوب علی صاحب سے پوچھا کہ آج مسجد میں یہ کیسا شور تھا اور شیخ رحمت اللہ صاحب یہ کیا کہہ رہے تھے کہ ایک بچے کی خاطر یہ سارا فساد برپا کیا جا رہا ہے۔ وہ بچہ ہے کون جس کی طرف شیخ صاحب اشارہ کر رہے تھے۔ وہ مجھ سے ہنس کر کہنے لگے کہ وہ بچہ تم ہی ہو اور کون ہے۔ گویا میری اور ان کی مثال ایسی تھی جیسی کہتے ہیں کہ ایک نابینا اور بینا دونوں کھانا کھانے بیٹھے۔ نابینے نے سمجھا کہ مجھے تو نظر نہیں آتا اور اسے سب کچھ نظر آتا ہے۔ لازماً یہ مجھ سے زیادہ کھا رہا ہو گا۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے جلدی جلدی کھانا کھانا شروع کر دیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ میری یہ حرکت بھی اس نے دیکھ لی ہو گی اور اب یہ بھی جلدی جلدی کھانے لگ گیا ہو گا تو مَیں کیا کروں۔ چنانچہ اس نے دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ پھر سمجھا کہ اب یہ بھی اس نے دیکھ لیا ہو گا اور اس نے بھی دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا ہو گا۔ مَیں اب کس طرح زیادہ کھاؤں۔ اس خیال کے آنے پر اس نے ایک ہاتھ سے کھانا شروع کیا اور دوسرے ہاتھ سے چاول اپنی جھولی میں ڈالنے شروع کر دیئے۔ پھر اسے خیال آیا کہ میری یہ حرکت بھی اس نے دیکھ لی ہو گی اور اس نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا ہو گا۔ یہ خیال آنے پر اس نے تھالی اٹھائی (جو بڑا ڈش تھا)۔ کہنے لگا کہ اب میرا حصہ رہ گیا ہے تم اپنا حصہ لے چکے ہو۔ اور جو دوسرا آدمی تھا اس بیچارے کی یہ حالت تھی کہ اس نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا۔ وہ اس نابینا کی حرکت دیکھ دیکھ کر ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ یہ کر کیا رہا ہے۔ (فرماتے ہیں کہ) یہی میرا اور ان کا حال ہے۔ یہ بھی اس نابینا کی طرح ہمیشہ سوچتے رہتے ہیں کہ اب یہ یوں کر رہا ہو گا۔ اب یہ اس طرح جماعت کو ورغلانے کی کوشش کر رہا ہو گا۔ اور مجھے کچھ پتا ہی نہیں تھا کہ میرے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ میں سوائے خدا تعالیٰ کی ذات پر توکّل رکھنے کے اور کچھ بھی نہیں کرتا تھا اور حالات سے ایسا ناواقف تھا کہ سمجھتا تھا کہ کوئی اور بچہ ہے جس کا یہ ذکر ہو رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ یہ لوگ اس وقت بڑا رسوخ رکھتے تھے اور جماعت پر ان کا خاص طور پر اثر تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام پروپیگنڈے کو بے اثر کیا اور مجھے اس نے فتح اور کامرانی عطا فرمائی‘‘۔

(ماخوذاز’’الموعود‘‘۔انوارالعلوم جلد17 صفحہ 579 تا 581)

پھر ’’تین کو چار کرنے‘‘ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’یہ بھی صحیح نہیں کہ تین کو چار کرنے والے کی علامت مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی۔ مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی رنگ میں تین کو چار کرنے والا ہوں۔

اوّل اس طرح کہ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا فضل احمد صاحب اور بشیر اول پیدا ہوئے اور چوتھا مَیں ہوا۔ دوسرے اس طرح کہ میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے اور اس طرح میں نے ان تین کو چار کر دیا یعنی مرزا مبارک احمد، مرزا شریف احمد اور مرزا بشیر احمد اور چوتھا میں۔ تیسرے اس طرح بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

زندہ اولاد میں سے ہم صرف تین بھائی یعنی مَیں، مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھنے کے لحاظ سے آپ کے روحانی بیٹوں میں شامل تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب آپ کی روحانی ذریّت میں شامل نہیں تھے۔ انہیں حضرت خلیفہ اول پر بڑا اعتقاد تھا مگر باوجود اعتقاد کے آپ کے زمانے میں وہ احمدی نہ ہوئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک رؤیا سے معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہدایت مقدر کی ہوئی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے میں وہ احمدیت میں داخل نہ ہوئے۔ جب میرا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ وہ میرے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی حالانکہ وہ میرے بڑے بھائی تھے اور بڑے بھائی کے لئے اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ بیعت کے بعد انہوں نے خود بتایا کہ مَیں ایک عرصے تک اس وجہ سے بیعت کرنے سے رکتا رہا کہ اگر مَیں بیعت کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کرتا یا حضرت خلیفہ اوّل کی کرتا جن پر مجھے بڑا اعتقاد تھا۔ اپنے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر کس طرح بیعت کرلوں۔ مگر کہنے لگے (یعنی مرزا سلطان احمد صاحب نے کہا کہ) آخر مَیں نے (اپنے دل میں) کہا کہ یہ پیالہ مجھے پینا ہی پڑے گا۔ چنانچہ انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے تین کو چار کرنے والا بنا دیا کیونکہ پہلے روحانی لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریّت میں ہم صرف تین بھائی تھے مگر پھر تین سے چار ہو گئے۔ پھر اس لحاظ سے بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوں کہ مَیں الہام کے چوتھے سال پیدا ہوا۔ 1886ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی تھی۔ (فرماتے ہیں کہ) پھر اس لحاظ سے بھی میں تین کو چار کرنے والا ہوں کہ میں الہام کے چوتھے سال پیدا ہوا۔ 1886ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی تھی اور 1889ء میں میری پیدائش ہوئی۔ 1886ء ایک، 1887ء دو، 1888ء تین اور 1889ء چار۔ گویا تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ میری پیدائش پیشگوئی سے چوتھے سال ہوگی اور اس طرح میں تین کو چار کرنے والا ہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے مطابق میری ولادت ہوئی‘‘۔ (ماخوذ از ’’الموعود‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 635 تا 637)

’’جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’پانچویں خبر یہ دی گئی تھی کہ اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ یہ خبر بھی میرے زمانے میں پوری ہوئی۔ چنانچہ میرے خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلی جنگ ہوئی اور اب دوسری جنگ شروع ہے جس سے جلال الٰہی کا دنیا میں ظہور ہو رہا ہے۔ شاید کوئی شخص کہہ دے کہ اس وقت لاکھوں کروڑوں لوگ زندہ ہیں اگر ان لڑائیوں کو تم اپنی صداقت میں پیش کر سکتے ہو تو اس طرح ہر زندہ شخص ان کو اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگیں میری صداقت کی علامت ہیں۔ اس کے متعلق میرا جواب یہ ہے کہ اگر ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کو جو اس وقت زندہ ہیں ان جنگوں کی خبریں دی گئی ہیں تو پھر یہ زندہ شخص کی علامت بن سکتی ہے۔ اور اگر اُن کو ان لڑائیوں کی خبریں نہیں دی گئیں تو پھر جس کو ان جنگوں کی تفصیل بتائی گئی ہے اس کے متعلق جلال الٰہی کا یہ ظہور کہا جائے گا‘‘۔ (ماخوذ از الموعود۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 627)

’’وہ جلد جلد بڑھے گا‘‘۔ (فرماتے ہیں) ’’جب مَیں خلیفہ ہوا اس وقت ہمارے خزانے میں صرف چودہ آنے کے پیسے تھے اور اٹھارہ ہزار کا قرض تھا۔ یہاں تک کہ مَیں نے اپنے زمانہ خلافت میں جو پہلا اشتہار لکھا اور جس کا عنوان تھا ’’کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے‘‘ اس کو چھپوانے کے لئے بھی میرے پاس کوئی روپیہ نہ تھا۔ اس وقت ہمارے نانا جان کے پاس کچھ چندہ تھا جو انہوں نے مسجد کے لئے لوگوں سے جمع کیا تھا۔ انہوں نے اس چندے میں سے دو سو روپیہ اس اشتہار کے چھپوانے کے لئے دیا اور کہا کہ جب خزانہ میں روپیہ آنا شروع ہو جائے گا تو یہ دو سو روپیہ ادا ہو جائے گا۔ غرض وہ روپیہ ان سے قرض لے کر یہ اشتہار شائع کیا گیا۔ مگر اس وقت جب جماعت کے سرکردہ لوگ میرے مخالف تھے۔ جب جماعت کے لیڈر میرے مخالف تھے۔ جب جماعت کا خزانہ خالی تھا۔ جب صرف چودہ آنے کے پیسے اس میں موجود تھے۔ (چودہ آنے کا مطلب ہے ایک روپیہ میں سولہ آنے ہوتے ہیں۔ پورا ایک روپیہ نہیں تھا۔ آجکل کے حساب سے ستاسی اٹھاسی پیسے۔) اور جب اٹھارہ ہزار کا انجمن پر قرض تھا۔ جب انجمن کی اکثریت میرے مخالف تھی۔ جب انجمن کا سیکرٹری میرا مخالف تھا۔ جب مدرسے کا ہیڈ ماسٹر میرا مخالف تھا۔ میرے یہ الفاظ ہیں جو مَیں نے خدا کے منشاء کے ماتحت اس اشتہار میں شائع کئے کہ ’خدا چاہتا ہے کہ جماعت کا اتحاد میرے ہی ہاتھ پر ہو اور خدا کے اس ارادے کو اب کوئی نہیں روک سکتا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان کے لئے صرف دو ہی راہ کھلے ہیں یا تو وہ میری بیعت کر کے جماعت میں تفرقہ کرنے سے باز رہیں یا اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اس پاک باغ کو جسے پاک لوگوں نے خون کے آنسوؤں سے سینچا تھا اکھاڑ کر پھینک دیں۔ جو کچھ ہو چکا مگر اب اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کا اتحاد ایک ہی طریق سے ہو سکتا ہے کہ جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے ورنہ ہر ایک شخص جو اس کے خلاف چلے گا تفرقہ کا باعث ہوگا‘‘۔ فرمایا کہ ’’ پھر میں نے لکھا کہ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی اور سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی میری خلافت میں فرق نہیں آ سکتا۔ جیسے نبی اکیلا ہی نبی ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلے کو قبول کرے۔ خدا تعالیٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اس کی مدد میرے شامل حال نہ ہو تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے اس پاک ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور میری مدد کرے گی۔ غرض طرح طرح کی مخالفتیں ہوئیں۔ سیاسی بھی اور مذہبی بھی۔ اندرونی بھی اور بیرونی بھی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مَیں جماعت کو اور زیادہ ترقی کی طرف لے جاؤں‘‘۔ (ماخوذ از ’’مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 219 تا 221)

’’وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا‘‘۔ ایک پیشگوئی یہ بھی کی گئی تھی کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو میرے ذریعہ سے پورا کیا۔ اول تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ان قوموں کو ہدایت دی جن کی طرف مسلمانوں کو کوئی توجہ نہیں تھی اور وہ نہایت ذلیل اور پست حالت میں تھیں۔ وہ اسیروں کی سی زندگی بسر کرتی تھیں۔ نہ ان میں تعلیم پائی جاتی تھی۔ نہ ان کا تمدن اعلیٰ درجے کا تھا۔ نہ ان کی تربیت کا کوئی سامان تھا۔ جیسے افریقن علاقے ہیں کہ ان کو دنیا نے الگ پھینکا ہوا تھا اور وہ صرف بیگار اور خدمت کے کام آتے تھے۔ ابھی مغربی افریقہ کا ایک نمائندہ (وہاں آپ جلسے میں تقریر فرما رہے ہیں۔ اس جلسے میں مغربی افریقہ کے ایک نمائندے نے تقریر بھی کی تھی۔ اس کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ) آپ لوگوں کے سامنے پیش ہو چکے ہیں۔ اس ملک کے بعض لوگ تعلیم یافتہ ہیں لیکن اندرون ملک میں کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کپڑے تک نہیں پہنتے اور ننگے پھرا کرتے تھے اور ایسے وحشی لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے ذریعہ ہزار ہا لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ وہاں کثرت سے عیسائیت کی تعلیم پھیل رہی تھی اور اب بھی بعض علاقوں میں عیسائیوں کا غلبہ ہے لیکن میری ہدایت کے ماتحت ان علاقوں میں ہمارے مبلغ گئے اور انہوں نے ہزاروں لوگ مشرکوں میں سے مسلمان کئے اور ہزاروں لوگ عیسائیت میں سے کھینچ کر اسلام کی طرف لے آئے۔ اس کا عیسائیوں پر اس قدر اثر ہے کہ انگلستان میں پادریوں کی ایک بہت بڑی انجمن ہے جو شاہی اختیارات رکھتی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ اور اس کی نگرانی کے لئے مقرر ہے۔ اس نے ایک کمیشن اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ اس امر کے متعلق رپورٹ کرے کہ مغربی افریقہ میں عیسائیت کی ترقی کیوں رک گئی ہے۔ اس کمیشن نے اپنی انجمن کے سامنے جو رپورٹ پیش کی اس میں درجن سے زیادہ جگہ احمدیت کا ذکر آتا ہے اور لکھا ہے کہ اس جماعت نے عیسائیت کی ترقی کو روک دیا ہے۔ غرض مغربی افریقہ اور امریکہ دونوں ملکوں میں حبشی قومیں کثرت سے اسلام لا رہی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان قوموں میں تبلیغ کا موقع عطا فرما کر مجھے ان اسیروں کا رستگار بنایا ہے اور ان کی زندگی کا معیار بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے‘‘۔

پھر فرمایا کہ ’’اسیروں کی رستگاری کے لحاظ سے کشمیر کا واقعہ بھی اس پیشگوئی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے اور ہر شخص جو ان واقعات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ہی کشمیریوں کی رستگاری کے سامان پیدا کئے اور ان کے دشمنوں کو شکست دی‘‘۔ (ماخوذ از ’’الموعود‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 615-614)

آپ فرماتے ہیں ’’یہ جو پیشگوئی ہے اس کے دو بہت بڑے اور اہم حصے ہیں۔ پہلا حصہ اس پیشگوئی کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی تھی کہ میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اب خالی بیٹا ہونے سے آپ کا نام دنیا کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ایسے کام آپ سے ظاہر نہ ہوتے جن سے ساری دنیا میں آپ مشہور ہو جاتے۔ بعض بڑے بڑے مصنف ہوتے ہیں وہ ساری عمر تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے ہیں اس وجہ سے ان کا نام مشہور ہو جاتا ہے۔ بعض برے کام کرتے ہیں اور اس وجہ سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے چوروں اور ڈاکوؤں کے نام سے بھی لوگ آشنا ہوتے ہیں۔ لیکن بہر حال ان کی اچھی یا بری شہرت ساری دنیا تک نہیں ہوتی۔ کسی ایک علاقے یا ایک حصہ ملک میں ان کی شہرت ہوتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی تھی کہ وہ آپ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچائے گا۔ پس یہ پیشگوئی اسی صورت میں عظیم الشان پیشگوئی کہلا سکتی تھی جب آپ کی شہرت غیر معمولی حالات میں ہوتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے ہی ہوا۔ جب میں پیدا ہوا تو اس کے دو اڑھائی ماہ کے بعد آپ نے لوگوں سے بیعت لی اور اس طرح سلسلہ احمدیہ کی بنیاد دنیا میں قائم ہوگئی‘‘۔ (ماخوذ از ’’میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں‘‘۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 207)

فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نے دنیا کے مختلف اطراف میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانے کے لئے مشن قائم کر دیئے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوئے اس وقت صرف ہندوستان اور کسی قدر افغانستان میں جماعت احمدیہ قائم تھی باقی کسی جگہ احمدیہ مشن قائم نہیں تھا۔ مگر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بتایا تھا وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مختلف ممالک میں احمدیہ مشن قائم کروں۔ چنانچہ مَیں نے اپنی خلافت کی ابتدا میں ہی انگلستان، سیلون اور ماریشس میں احمدیہ

مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ ایران میں، روس میں، عراق میں، مصر میں، شام میں، فلسطین میں، لیگوس نائیجیریا میں، گولڈ کوسٹ میں (گولڈ کوسٹ آجکل گھانا کہلاتا ہے)، سیرالیون میں، ایسٹ افریقہ میں، یورپ میں۔ پھر انگلستان کے علاوہ سپین میں، اٹلی میں، چیکوسلوا کیہ میں، ہنگری میں، پولینڈ میں، یوگوسلاویہ میں، البانیہ میں، جرمنی میں، یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں، ارجنٹائن میں، چین میں، جاپان میں، ملایا میں، سٹریٹ سیٹلمنٹس میں، سماٹرا میں، جاوا میں، سُرابایا میں، کاشغر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔ ان میں سے بعض مبلغ اس وقت دشمن کے ہاتھوں میں قید ہیں۔ بعض کام کر رہے ہیں۔ اور بعض مشن جنگ (یعنی جو دوسری جنگ عظیم تھی) کی وجہ سے عارضی طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔

غرض دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو آج سلسلہ احمدیہ سے واقف نہ ہو۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو یہ محسوس نہ کرتی ہو کہ احمدیت ایک بڑھتا ہوا سیلاب ہے جو ان کے ملکوں کی طرف آ رہا ہے۔ حکومتیں اس کے اثر کو محسوس کر رہی ہیں بلکہ بعض حکومتیں اس کو دبانے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ (اور یہ صرف اُس زمانے کی بات نہیں آجکل بھی یہ باتیں سامنے آ رہی ہیں)۔ چنانچہ روس میں جب ہمارا مبلغ گیا تو اسے مارا بھی گیا، پیٹا بھی گیا اور ایک لمبے عرصے تک قید رکھا گیا۔ لیکن چونکہ خدا کا وعدہ تھا کہ وہ اس سلسلے کو پھیلائے گا اور میرے ذریعے سے اس کو دنیا کے کناروں تک شہرت دے گا اس لئے اس نے اپنے فضل و کرم سے ان تمام مقامات میں احمدیت کو پہنچایا بلکہ بعض مقامات پر بڑی بڑی جماعتیں قائم کر دیں''۔

(ماخوذ از ''دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُرشوکت اعلان''۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 156-155)

پیشگوئی کے تو مختلف حصے ہیں جو آپ میں بڑی شان سے پورے ہوئے اور کئی مرتبہ پورے ہوئے۔ مختلف جگہوں پر پورے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ظاہر کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی شان کو بڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت ہمیشہ برساتا رہے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری (مبلغ سلسلہ) کا ہے۔ یہ مکرم میاں کرم دین صاحب کے بیٹے تھے اور مورخہ 15/فروری 2015ء کو 87 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو مختلف ممالک میں اور مرکز سلسلہ میں مختلف حیثیتوں سے ساٹھ سال تک خدمات سلسلہ بجا لانے کی توفیق ملی۔ آپ کی ساری زندگی خدمات دینیہ، مسلسل جدوجہد، دعوت الی اللہ اور اطاعت خلافت سے معمور ہے۔ جب تک صحت نے اجازت دی آپ دینی امور میں ہمہ تن مصروف رہے۔ کچھ عرصہ قبل آپ کو فالج ہوا جس کی وجہ سے آپ صاحب فراش ہو گئے تھے۔ 31/اکتوبر 1928ء کو لودھی ننگل تحصیل بٹالہ میں آپ پیدا ہوئے۔ ان کے والد میاں کرم دین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ مولانا صدیق صاحب نے پرائمری پاس کرنے کے بعد 1940ء میں قادیان آ کر مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہشیار طلباء میں سے تھے۔ اول دوم پوزیشن آیا کرتی تھی۔ 1947ء میں مدرسہ احمدیہ پاس کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ 1949ء میں جامعہ احمدیہ کے دوران ہی مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1950ء میں جامعۃ المبشرین کی پہلی مربیان کلاس میں داخلہ لیا اور 1952ء میں شاہد پاس کر لیا۔ اس کے بعد دعوت الی اللہ کے سلسلے میں آپ ربوہ سے پہلی مرتبہ سیرالیون مغربی افریقہ تشریف لے گئے۔ 23/اکتوبر 1952ء کو آپ کراچی سے بذریعہ بحری جہاز لندن کے لئے روانہ ہوئے۔ یہاں ایک ماہ قیام کے بعد دسمبر میں بحری جہاز کے ذریعہ سے سیرالیون پہنچے۔ وہاں چار سال فریضہ دعوت الی اللہ ادا کرنے کے بعد 19/اکتوبر 1956ء کو واپس پاکستان پہنچے۔ تین سال مرکز میں مختلف فرائض ادا کرتے رہے۔ دسمبر 1959ء کو دوبارہ سیرالیون کے امیر اور مشنری انچارج بنا کر بھیجے گئے۔ 1962ء تک یہ خدمات بجا لاتے رہے۔ پھر 15/جنوری 1966ء کو اکرا (Accra) گھانا پہنچے اور سالٹ پانڈ میں تقریباً دو سال تک پرنسپل احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج کے فرائض انجام دیئے۔ جولائی 1968ء کو تیسری مرتبہ سیرالیون میں متعین ہوئے اور 24/مئی 1972ء تک امیر اور مشنری انچارج کے فرائض ادا کرتے رہے۔ 31/جولائی 1973ء کو امریکہ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار سال تک امریکہ میں خدمات کی توفیق عطا فرمائی۔ سیرالیون میں جب آپ امیر تھے تو وہاں اس زمانے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا افریقہ کا پہلا دورہ ہوا تھا۔ آپ اس وقت وہیں تھے۔ پاکستان میں متعدد شعبہ جات میں خدمات بجا لاتے رہے۔ بہت منکسر المزاج، بےنفس، بےریا، محنتی اور خاموش خدمتگار تھے۔ طبیعت میں سادگی تھی۔ گہرا علم اور تحریر کا ذوق تھا۔ اپنے علم اور تجربات و مشاہدات کے ذریعے روزنامہ الفضل کے ذریعہ احباب جماعت کو مستفید کرتے رہتے۔ آپ کے مضامین وقتاً فوقتاً الفضل کی زینت بنتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جب مغربی افریقہ کا دورہ کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بعض مبلغین کے متعلق فرمایا کہ یہ مقام نعیم پر فائز ہیں اور ان میں سے ایک نام آپ کا بھی لیا۔

آپ کی شادی محترم خلیل احمد صاحب آف گولبازار کی بیٹی امۃ المجید صاحبہ سے ہوئی جنہوں نے اپنے شوہر کا ساتھ وقف کی روح کے ساتھ نبھایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا جو صاحب اولاد ہیں۔ ایک بیٹی مبلغ سلسلہ مقصود احمد قمر صاحب کے ساتھ بیاہی گئی ہیں اور آپ کے ایک بیٹے سعید خالد صاحب امریکہ میں مربی سلسلہ ہیں۔

سعید خالد صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کے والد بزرگوار فدائی خادم سلسلہ، منکسر المزاج، عابد و زاہد اور متوکل وجود تھے۔ کہتے ہیں جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے آپ کی سیرت کے دو پہلو نمایاں مشاہدہ کئے ہیں۔ اول عبادت میں شغف یعنی حقوق اللہ کی ادائیگی اور دوم دین کی خدمت اور سلسلہ و نظام جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا۔ نماز ہر حال میں مسجد جا کر ادا کرتے تھے۔ زندگی کے آخری سالوں میں گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے مسجد میں چل کر یا سائیکل پر نہیں جا سکتے تھے تو خاکسار کی یہ ڈیوٹی تھی کہ ابّا جان کو گاڑی پر مسجد نصرت جہاں لے کر جاتا۔ اگر کسی کام سے لیٹ ہو جاتا تو ناراض ہوتے کہ میری نماز ضائع ہو گئی۔ فرض نماز کی طرح نماز تہجد کا بھی ہمیشہ التزام رہا۔ اس میں بھی ناغہ نہ کرتے تھے۔ کبھی سفر سے تھکے ہوئے پہنچتے تو تب بھی نماز تہجد کبھی ضائع نہیں کی اور کہتے ہیں کہ ہنڈیا ابلنے والی کیفیت میں نے ان کی نمازوں میں یعنی تہجد کی نمازوں میں مشاہدہ کی ہے۔ اپنی اولاد کی نمازوں کی بھی فکر رہتی تھی اور اولاد کے ساتھ اگر کبھی سختی رکھی تو وہ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے ہی سختی تھی۔ ہمارے مبلغ سعید خالد صاحب جو ہیں یہ لکھتے ہیں کہ 2010ء میں ان کا تقرر امریکہ میں ہوا تو کیونکہ اپنے والد کی خدمت کیا کرتے تھے تو کہا کہ مجھے فکر ہے میں خلیفہ وقت کو عذر پیش کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بالکل نہیں کرنا۔ تم وقف زندگی ہو فوراً جاؤ۔

پھر یہ کہتے ہیں کہ خلافت کے ساتھ والہانہ عشق تھا۔ خطبات امام میں بیان شدہ ایک ایک ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے اور ہمیں بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ بڑے متوکل تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میرے بڑے بھائی امریکہ سے آئے تو ان کو معلوم ہوا کہ گھر کی کوئی ضرورت رقم نہ ہونے کی وجہ سے پوری نہ ہو سکی۔ بھائی نے ابا جان سے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا تو آپ نے بھائی کو پاس بٹھایا اور فرمایا کہ اگر میں نے پیسے مانگنے ہی ہیں تو کیوں نہ اپنے خدا سے مانگوں۔ اس لئے تم سے پیسے نہیں مانگوں گا۔ تم اپنی توفیق کے مطابق جو خدمت کرنا چاہتے ہو کرو۔

ان کے ایک بیٹے امریکہ میں انجینئر ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے لاہور سے انجینئرنگ کی اور امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں ایڈمشن (admission) کے لئے اپلائی کیا۔ ایڈمشن ہونے پر سٹڈی ویزہ کے لئے اپلائی کیا مگر اس میں کچھ مشکلات تھیں۔ امریکہ میں کلاسز شروع ہونے والی تھیں۔ پریشانی بھی تھی۔ والد صاحب افریقہ میں تھے۔ دعا کے لئے آپ کو لکھا کہ یہ بات ہے۔ ابھی لاہور میں ہی تھا کہ ایک روز صبح اٹھا تو ذہن میں آیا کہ امیریکن قونصلیٹ جانا چاہئے۔ میں وہاں چلا گیا۔ امریکن قونصلیٹ نے کہا کہ ابھی تو تم نے ٹیسٹ پاس نہیں کیا تو یہاں کیسے آ گئے ہو۔ میں نے ساری تفصیل بتائی۔ ایڈمشن کا بتایا کہ کلاسیں شروع ہونے والی ہیں۔ اس کو کہا کہ اگر میرا معیار نہ ہوتا تو مجھے یونیورسٹی ایڈمشن نہ دیتی۔ اس پر امریکن قونصلیٹ نے کہا کہ بیٹھو اور آدھے گھنٹے کے بعد پھر ویزہ دے دیا۔ جب میں ربوہ واپس آیا تو والد صاحب کا خط آیا ہوا تھا جو کہ افریقہ سے دس بارہ دن پہلے لکھا گیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں نے خدا سے دعا کی ہے۔ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ تمہیں ویزہ مل گیا ہے۔

ان کے داماد جو مربی ہیں لکھتے ہیں کہ دعا پر یقین تھا۔ جب آپ سیرالیون سے واپس آ رہے تھے اور چارج خلیل احمد مبشر صاحب کو دے دیا تو خلیل صاحب نے پوچھا کہ نازک حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے اور جماعت کو کیسے سنبھالوں اور آپ کیسے سنبھالتے تھے تو انہوں نے ایک ہی بات کہی کہ جب بھی مشکل حالات پیدا ہو جاتے تو دروازہ بند کر لیتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ پھر میں ہوتا ہوں اور خدا ہوتا ہے۔ یہی نسخہ ہر مشکل سے نکلنے کا علاج ہے۔

مجید سیالکوٹی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ مربّیوں سے اگر سستی ہوتی تو سختی بڑی کرتے لیکن خیال بھی بہت رکھا کرتے تھے۔ پیار بھی بہت کیا کرتے تھے۔ اپنے کھانے پینے کے اخراجات سفر میں بھی ہوتے تو ہمیشہ خود برداشت کرتے چاہے سوکھی مونگ پھلی کھا لیں یا سوکھی مچھلی کھا لیں۔ جماعت پر اخراجات کا بوجھ نہیں ڈالتے تھے۔

حنیف قمر صاحب مربی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں سیرالیون گیا تو مَیں پرانے مبلغین کے حالات کا جائزہ لیتا تھا۔ وہاں ہمارے ایک افریقن احمدی بھائی پا سلمان ماتسرے صاحب تھے۔ ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ مولوی صاحب کے بارے میں جب ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو فرشتہ تھے۔ ہمارے اس افریقن بھائی کا تبصرہ یقیناً بہت سچا ہے اور بہت ساری صفات میں وہ فرشتہ صفت بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے واقفین زندگی جماعت کو ہمیشہ عطا فرماتا رہے۔ بڑے متوکّل اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اپنے پیاروں کے قرب سے نوازے۔ ان کے بچوں میں بھی ہمیشہ جماعت اور خلافت کے ساتھ وفا پیدا کرے اور خاص طور پر ان کے داماد اور بیٹے جو واقف زندگی ہیں انہیں مکرم مولانا صاحب کی خواہش کے مطابق وفا سے اپنے وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور سے قبل
غیر احمدی مسلمان علماء کی مسیحیت سے مقابلہ میں بے بسی و ناکامی

(انصر رضا۔ مبلّغ کینیڈا)

دوسری وآخری قسط

بے بسی و ناکامی کے اعترافات

غیر احمدی علماء کی مسیحیت کے مقابلہ میں نااہلی، بے بسی، ناکامی اور شکست کے خوف سے منہ چھپانے والے واقعات پر مبنی یہ معروضات الزامات نہیں ہیں بلکہ وہ حقائق ہیں جن کا اعتراف غیر احمدی علماء خود کرتے ہیں۔ اس مضمون میں انہی اعترافات کو پیش کیا جارہا ہے۔

❁ ابوالمنصور صاحب اپنی کتاب ''رقیمۃ الوداد'' کے آغاز میں لکھتے ہیں:

''امابعد ان دنوں عبدہ سید محمد ابوالمنصور ابن جناب عظمت مآب سید محمد علی صاحب مغفور ابن جناب کرامت مآب سید فاروق علی صاحب قدس سرہ العزیز نے ایک کتاب مسمّی نیاز نامہ کو دیکھا کہ جس کے مصنف پادری صفدر علی صاحب نے اپنے عریضہ نیاز مطبوعہ پرچہ مواعظ عقبیٰ یکم ستمبر 1869ء مطابق 23 جمادی الاول 1286ہجری جلد سوم نمبر 9 میں دعویٰ کیا کہ تین برس سے یہ کتاب نیاز نامہ بہ اثباتِ حقیقتِ دین مسیح و ابطال حقیقتِ اسلام میں نے تصنیف کی اور کوئی علماء اسلام میں سے ہندوستان سے عرب عجم وغیرہ تک اس کا جواب نہ لکھ سکا لیکن افسوس ان پر جو باوجودیکہ چاروں طرف سے آواز الصّلا الصّلا سنتے ہیں اور الٰہی دعوت (یعنی انجیل کی منادی) کا غُل جگہ جگہ پاتے ہیں تو بھی خواب غفلت میں پاؤں پسارے سوتے ہیں اور صرف اتنا کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ہمارا طریق تو تقلید ہے جس میں ہیں اسی میں رہیں گے۔ اور خوب جانتے ہیں کہ خدا کی قہر کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جس میں تمام تودے طوفان اور ناراستی اور بطالت کے جلیں گے پس وہ تنکا جس پر اعتقاد رکھتے کہاں باقی بچے گا وہاں تو اس کا نام ونشان بھی نہ ہوگا۔ پس اس پر بھروسہ کرنا نہایت نادانی ہے۔ اس سے زیادہ ان مولوی صاحبوں پر افسوس ہوتا ہے کہ جو اپنے دل میں خوب جانتے ہیں کہ دین محمدی حق نہیں اور کتاب مقدس اور دین مسیح بے شک حق اور خدا کی طرف سے ہے لیکن دنیا کے مارے نہ آپ قبول کرتے نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے ہیں۔ اکثر تو ان میں سے اتنی ہی بات سے ٹال دیتے ہیں کہ مسیحیوں کے اعتراض بآسانی دفع ہوسکتے ہیں اور دین محمدی کی حقیّت کے ثبوت بہت ہیں مگر ہم کو فرصت نہیں کہ اپنا وقت اس میں صرف کریں حالانکہ ہدایت راہِ حق کا دعویٰ کرتے بلکہ اکثروں کی وجہ معاش اسی پر ہے۔ جبل پور میں مولوی صاحبوں کا ہجوم رہتا ہے جو حج کو جاتے یا وہاں سے واپس آتے ہیں۔ جب کوئی صاحب وارد ہوتے ہیں بہت سے مسلمان بھائی نیاز نامہ ان کی خدمت میں لے جاتے اور التجائے جواب باصواب کرتے ہیں مگر سب کے سب اسے لیت ولعل میں چھوڑ جاتے۔ مولوی عبدالحکیم صاحب حیدرآباد سے جواب لکھنے کا وعدہ کر گئے۔ مولوی عنایت علی مجتہد جو ملک عرب میں مدت ہائے مدید تک تحصیل وتکمیل علوم دینیہ کر کے آئے الٰہ آباد یا پنجاب سے تحریر کرنے کا وعدہ کر گئے۔ مدت ہو چکی اس طور سے کئی ایک صاحب تلاش کر کے فقیر کے پاس آئے اور نیاز نامہ لے کر کسی نے مدینہ سے کسی نے مکہ سے کسی نے بغداد سے کسی نے کربلا سے جواب بھیجنے کا وعدہ کیا مگر ہنوز روزِ اوّل ہے۔ ایک صاحب الٰہ آباد میں دو برس سے مشہور کرتے ہیں کہ جواب تیار ہے بس نظر ثانی کی کسر ہے۔ ایک صاحب نے بنارس میں پادری لیپول صاحب سے کئی بار وعدہ کیا کہ جواب جلد دیتا ہوں۔ ایک مشہور و معروف واعظ عالم پشاور نے پادری ڈیڈ صاحب سے بدین تحریر مباحثہ کیا کہ نیاز نامہ اور پادری عمادالدین صاحب کی کتابوں کا جواب دوں گا۔ اسی طرح مولوی سیّد محمد عبدالعزیز صاحب کشمیر سے تشریف لائے۔ بہت لوگوں کو مرید کیا۔ عمائدین میں سے بھی کئی لوگوں نے بیعت کی اور جگہ جگہ ان کا شہرہ پھیلا۔ اور فرمایا کہ میں نے روم وشام وعرب وغیرہ میں مدتوں سیر کی۔ بمبئی میں چالیس بڑے بڑے مشہور پادری جمع ہوئے۔ آخر ان چالیسوں کو لاجواب کر دیا۔ جب لوگوں نے روز روز (جواب نیاز نامہ) کا اصرار کر کے قائل کیا تو ٹال کر اندور کو سدھارے۔ مولوی برکت اللہ (یا برکت علی) مکّہ سے آئے جو مدّت مدید سے ہجرت کر کے وہاں رہتے ہیں سب کے روبرو آپ ہی شرمندہ ہوئے اور گھبرائے اور پسینوں میں نہائے۔ بلکہ مولوی سیّد مقصودالحسن صاحب تحصیلدار اور منشی لطافت علی خان سرشتہ دار وغیرہ عمائد شہر نے خود ان کو قائل کیا۔ آخر کو ان کی اور دوسرے لوگوں کی صلاح اور صوابدید سے مولوی برکت اللہ قاضی ولی محمد کو اپنے ساتھ مکّہ لے گئے کہ جواب نیاز نامہ لاوے۔ وہاں مولوی رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیر خان موجود ہیں۔ لیکن بیچارہ اتنی محنت و مشقت اٹھا کر مکّہ بھی پہنچا اور ایک عرصہ تک ان صاحبوں کی خدمت میں رہا پھر بھی بے نیل مقصود واپس آیا اور سارے مشتاقوں اور منتظروں کے دلوں کو سرد کر دیا۔ یہ حال محمدی علماء کا ہے کہ ہر حیلہ ہر بہانہ چاہتے ہیں کہ امر حق لوگوں سے پوشیدہ رہے اور کوئی خدا کی راہ پر نہ پہنچے۔ مرید کرنے دعوت کھانی فتوح یعنی روپیہ مارنے کو تو اتنی فرصت کہ سینکڑوں کوس دوڑتے پھرتے۔ سارے ہندوستان کا دورہ کرتے ہیں کہ وہ محمد صاحب کی سنّت ہے مگر حق و باطل کی تمیز اور دین وایمان کی بابت سوچنا سمجھنا یا تعلیم کرنا فرض نہیں اس کے لئے فرصت نہیں ہے۔۔۔ تب میں بہت رویا کہ کوئی اس لائق نہ ٹھہرا کہ کتاب کو کھولے اور پڑھے یا اسے دیکھے۔۔۔ کیا ہم میں سے کوئی اتنی جرأت والا نہیں ہے جو کہے کہ نیاز نامہ عیسائی مصنفوں کی صرف دو تین اردو کتابوں کا انتخاب ہے جس کے ہر مہینے میں دو تین جواب غیرتمندانِ اسلام کی طرف سے تمام وکمال ہو سکتے ہیں اور کیا کوئی ایسا خداترس راست گو بھی نہیں ہے جو اس جواب کو کتاب نیاز نامہ سے مقابل کرے اور بے طرفداری مُنصف ہو۔''(صفحہ 3 تا 6)

❁ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے سوانح نگار نے بھی اس دور کی کم وبیش یہی صورتحال بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:

''اسی زمانہ کے درمیان میں دہلی میں پادریوں کے وعظ کا چرچا تھا اور مسلمانوں میں سے بعضے بے چارے اپنی ہمت سے ان کا مقابلہ کرتے تھے کوئی اہل قلم جن کا یہ کام تھا اس طرف توجہ نہ کرتا تھا۔''(سوانح قاسمی از سیّد مناظر احسن گیلانی۔ حصہ اوّل، صفحہ۔40)

❁ مشہور عالم دین سیّد ابوالحسن علی ندوی صاحب اپنی کتاب ''قادیانیت۔ تحلیل وتجزیہ'' میں ''انیسویں صدی کا ہندوستان'' کے زیرعنوان لکھتے ہیں:

'' انیسویں صدی عیسوی تاریخ میں اس لحاظ سے خاص امتیاز رکھتی ہے کہ اسلامی ممالک میں دماغی بے چینی اور اندرونی کشمکش اپنے شباب کو پہنچ چکی تھی۔ ہندوستان اس بے چینی و کشمکش کا خاص میدان تھا۔ یہاں بیک وقت مغربی ومشرقی تہذیبوں، جدید وقدیم نظامِ تعلیم اور نظامِ فکر اور اسلام و مسیحیت میں معرکۂ کارزار گرم تھا اور دونوں طاقتیں زندگی کے لئے ایک دوسرے سے نبردآزما تھیں۔ 1857 کی آزادی کی کوشش ناکام ہو چکی تھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے دل شکست کے صدمہ سے زخمی اور ان کا دماغ ناکامی کی چوٹ سے مفلوج ہو رہا تھا۔ وہ دوہری غلامی کے خطرہ سے دوچار تھے، سیاسی غلامی اور تہذیبی غلامی۔ ایک طرف نوخیز فاتح انگریزی سلطنت نے نئی تہذیب و ثقافت کی توسیع واشاعت کا کام شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے عیسائی پادری مسیحیت کی دعوت وتبلیغ میں خاص سرگرمی دکھا رہے تھے۔ وہ عقائد میں تزلزل پیدا کر دینے اور عقیدہ اور شریعتِ اسلامی کے ماخذوں اور سرچشموں کے بارے میں متشکک اور بدگمان بنا دینے کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کی نئی نسل جس پر اسلامی تعلیمات نے پورے طور پر اثر نہیں کیا تھا اس دعوت وتلقین کا خاص طور پر ہدف اور اسکول و کالج اس ذہنی انتشار اور اندرونی کشمکش کا خصوصیت کے ساتھ میدان تھے۔ ہندوستان میں قبول مسیحیت کے واقعات بھی پیش آنے لگے لیکن اس وقت کا اصل مسئلہ اور اسلام کے لئے صحیح خطرہ ارتداد نہ تھا بلکہ الحاد اور عقائد میں تردّد اور تزلزل تھا۔ عیسائی پادریوں اور مسلمان عالموں میں جابجا مناظرے اور مباحثے ہوئے جن میں عام طور پر علمائے اسلام کو فتح ہوئی اور عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کا علمی اور عقلی تفوّق اور استحکام ثابت ہوا، لیکن ان سب کے نتیجہ میں بہرحال طبیعتوں میں ایک بے چینی اور افکار وعقائد میں تزلزل پیدا ہو رہا تھا۔''

(قادیانیت از ابوالحسن علی ندوی۔ ص۔ 13,14۔ ناشر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ۔ سن اشاعت 2011ء)

ابوالحسن علی ندوی صاحب کی اس محولہ بالا عبارت کے آخری دو جملوں پر غور فرمائیں جو ایک دوسرے کی تردید کر رہے ہیں۔ پہلے لکھا ہے کہ مناظروں اور مباحثوں کے نتیجے میں اسلام کا علمی اور عقلی تفوّق اور استحکام ثابت ہوا لیکن ساتھ یہ بھی لکھا کہ ان سب کے نتیجہ میں طبیعتوں میں بے چینی اور افکار وعقائد میں تزلزل پیدا ہو رہا تھا۔ خدا جانے یہ کیسا عالم ہے جہاں استحکام اور تزلزل بیک وقت پیدا ہوتے ہیں۔ تاریخ کا ایک غیر جانبدار طالبعلم جو تاریخ کو ندوی صاحب کی عینک کی بجائے اپنی آنکھوں سے پڑھے گا جان جائے گا کہ مسیحی علماء کی یلغار کے نتیجہ میں مسلمانوں کے عقائد وافکار میں تزلزل ہی تزلزل پیدا ہو رہا تھا استحکام تو دور تک کہیں دکھائی نہ دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ علماء بھی مسیحی ہو رہے تھے۔

❁ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب ''ازالۃ الاوہام'' کے مترجم ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی صاحب اس کتاب کے مقدمہ میں ''برطانوی اقتدار کی حکمت عملی'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''جب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا زوال ہوا تو انگریزوں نے یہی طے کیا کہ جس طرح اندلس میں عیسائیت کی تبلیغ کر کے پورے ملک کو عیسائی بنا کر حکومت کو مستحکم اور ناقابل تسخیر بنایا گیا بالکل اسی نہج پر ہندوستان میں بھی کام کیا جائے۔ یہاں کے باشندوں کی اکثریت کو کسی طرح عیسائی بنایا جائے کیونکہ جب حاکم ومحکوم دونوں کا مذہب ایک ہو جائے گا تو فطری طور پر رعایا حکومت کی وفادار اور طاعت شعار ہوگی۔ پھر جس طرح اندلس میں مسلم حکومت کے خاتمہ کے بعد عیسائی حکومت کو استحکام حاصل ہوا اور آج تک کوئی خطرہ نہیں ہوا کیونکہ وہاں کوئی غیر عیسائی ہے ہی نہیں اسی طرح ہندوستان پر بھی برطانوی سامراج کے اقتدار کا سورج کبھی غروب نہیں ہوگا۔۔۔ چنانچہ اس حکمت وتدبیر کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مسیحی مبلغین کی آمد آمد ہوئی اور عیسائی پادریوں کا ہندوستان پر طوفان مسلط ہو گیا، عیسائی مشنری برسات کے مینڈکوں کی طرح ہر گلی کوچے میں نکل کھڑے ہوئے۔ انہیں توپ اور بندوق کی پشت پناہی حاصل تھی۔ حکومت وقت ان کی دل وجان سے مددگار تھی۔ وہ بے خوف وخطر کسی چوراہے پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو تثلیث کی تبلیغ کرتے۔ بپتسمہ لے کر گناہوں سے ابدی نجات پانے کا جھانسہ دیتے، اسلام کے احکام و فرائض کا حوالہ دے کر عیسائیت میں ہر چیز کے لئے اباحتِ کلی کی سہولت کا مژدہ سناتے۔ قرآن کریم اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح سے زبانِ طعن دراز کرتے۔ آپ اندازہ کریں کہ ایک قوم جو سیاسی و ریاستی اعتبار سے مغلوب ہو چکی ہو اس کے لئے فاتح قوم سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس قسم کی زبان درازی کتنی دل آزاری کا سبب ہوگی۔ اردو کے مشہور شاعر مولانا حالیؒ اس صورت حال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہندوستان میں اسلام خطروں میں گھرا ہوا تھا ایک طرف مشنری گھات میں لگے ہوئے تھے اگرچہ قحط کے دوران ان کو دبلا پتلا شکار پیٹ بھراؤ مل جاتا تھا مگر وہ اس پر قانع نہ تھے اور ہمیشہ صید فربہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ ہندوستان میں سب سے زیادہ دانت ان کا مسلمانوں پر تھا اس لئے ان کی منادیوں میں ان کے اخباروں اور ان کے رسالوں میں زیادہ تر بوچھاڑ اسلام پر ہوتی تھی۔ اسلام کی تعلیم کی طرح طرح سے برائیاں ظاہر کرتے تھے، بانئ اسلام کے اخلاق و عادات پر انواع واقسام کی نکتہ چینیاں کرتے تھے چنانچہ بہت سے مسلمان کچھ ناواقفیت اور بے علمی کے سبب اور اکثر افلاس کے سبب ان کے دام میں آگئے۔''(جلداول، صفحہ:29,30)

❁ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے سوانح نگار مسیحیت کے مقابلہ میں علماء کی خاموشی اور اس کے نتیجہ میں مسیحی علماء کے بڑھتے ہوئے پندار وغرور کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صوبہ آگرہ واودھ کے لئے جو ممتاز اور سربرآوردہ مسیحی مبلغین اور پادری ان سب کا قیام آگرہ ہی میں تھا، وہیں سے وہ پورے صوبے میں اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ آگرہ شہر پر ان کا رعب چھایا ہوا تھا، حالانکہ شہر میں علمائے اسلام کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن ان کی طرف سے کوئی سرگرمی ظہور میں نہیں آئی تھی۔''

(مجاہد اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی۔ تالیف مولانا اسیر ادروی۔ صفحہ:75۔ ناشر فرید بک ڈپو دہلی۔ سن طباعت

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

اگست 2004)

"پادریوں کے جذبات تو ابلے پڑ رہے تھے، برسوں علی الاعلان تمام علماء اسلام کو چیلنج کرتے آ رہے تھے اور آج تک علماء اسلام کی طرف سے اس کا کوئی ردّ عمل ظاہر نہیں ہوا نہ ان کی غیرت وحمیت بیدار ہوئی۔ اس لئے فطری طور پر ان میں غرور و پندار پیدا ہو چکا تھا۔" (ایضاً۔صفحہ:77)

❁ صوبہ بہار کے شہر مونگیر کے ایک غیر احمدی عالم اور ندوۃ العلماء کے بانی مولانا محمد علی صاحب کے سوانح نگار نے بھی ان حالات کی کچھ ایسی ہی منظر کشی کی ہے۔ لکھتے ہیں:

"تبلیغِ عیسائیت کا آغاز ہندوستان میں 1813ء میں ہوا، جبکہ ولبر فورس ممبر پارلیمنٹ کی کوشش سے ہاؤس آف کامنس میں اس مضمون کا ایک بِل پاس ہوا کہ ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کے لئے اگر پادری جانا چاہیں تو انہیں اجازت ہے۔ اس بِل کا پاس ہونا تھا کہ یورپ و امریکہ سے عیسائی انجمنوں اور اداروں کی طرف سے خاصی تعداد میں پادری اور تبلیغی وفود ہندوستان روانہ ہونا شروع ہوئے اور اس میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ 1900ء سے قبل ہی ایک محتاط اندازہ کے مطابق ان اداروں کے 42 مشن (جن میں ہر مشن ایک وسیع ادارہ تھا) ہندوستان میں قائم ہو چکے تھے۔ یہ ادارے پوری سرگرمی اور ہوشیاری کے ساتھ اپنے کام میں مشغول تھے اور اس کے لئے ہر قسم کے مؤثر وسائل و ذرائع اختیار کرنا اپنا مذہبی، قومی، اور سیاسی فرض سمجھتے تھے۔"

(سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی۔ صفحہ 38 ,37)

"اس زمانہ میں عیسائیوں نے جو طریق کار اختیار کیا تھا اور جتنی ہوشمندی اور باخبری کا ثبوت دیا تھا اور اس کے مقابلہ میں مسلمان علماء نے باستثناء چند کے جس غفلت اور بے تعلقی کا مظاہرہ کیا تھا اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر کوئی مؤثر شخصیت سامنے نہ آئی اور مشنریوں کی سرگرمیاں اسی طرح جاری رہیں تو نئی نسل کے دین و ایمان کو زیادہ عرصہ تک محفوظ رکھنا ناممکن ہوگا۔ مشنری سوسائٹیوں نے جو ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تھیں اس بات کا عہد کیا تھا کہ ان کو تمام مسلمانوں اور ہندوؤں کو عیسائی بنا کر دم لینا ہے۔ انہوں نے ہندوؤں کے لئے الگ پادری مقرر کئے تھے اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ۔ ان پادریوں کے سٹاف میں مقامی عیسائی بھی ضرور شامل کئے جاتے تھے۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ جس حلقہ اور جس فرقہ میں وہ کام کریں اس کے سب کمزور پہلو ان کی نظر میں ہوں، اور اس کے مسائل اور ذہنی ساخت سے بھی وہ اچھی طرح واقف ہوں۔"

(سیرت مولانا محمد علی مونگیری بانی ندوۃ العلماء۔ تالیف سیّد محمد الحسنی۔ صفحہ:42)

"ہندوستان کے عیسائیوں کو اوّل الذکر کتاب (پادری صفدر علی کی "نیاز نامہ") پر بہت ناز تھا۔ متعدد علماء نے اس کا جواب دینے کا ارادہ کیا لیکن ان کا یہ ارادہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچا۔ مسلمانوں میں اس کی وجہ سے یک گونہ انتشار پیدا ہو رہا تھا۔ اکثر ایسا ہوا کہ مسلمانوں نے باقاعدہ جا کر بعض علماء سے درخواست کی لیکن چونکہ اس خطرہ کا ان کو پورا احساس نہ تھا اس لئے آمادگی ظاہر کرنے کے باوجود وہ کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکے۔ مولانا رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیر خان اس وقت مکّہ معظّمہ میں موجود تھے، مسلمانوں کا ایک وفد مکّہ معظّمہ اس غرض سے گیا کہ غالباً مولانا سے اس سلسلہ میں کوئی بڑی مدد مل سکے گی لیکن اس صورت سے بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ پشاور کے ایک مشہور اور ممتاز واعظ اور عالم نے اس کا وعدہ کیا لیکن بدقسمتی سے وہ بھی اس خدمت کو انجام نہ دے سکے۔ بعض علماء وہ تھے جو صرف ان مسائل کی تحقیق کے حق میں تھے جو مستشرقین یورپ نے پیدا کر دیئے تھے۔ پادریوں کی طرف سے کوچۂ و بازار میں جس طرح سے عیسائیت کی علانیہ تبلیغ ہو رہی تھی اور نبوت محمدی اور کلامِ الٰہی مورد اعتراض اور ہدف اعانت بنایا جا رہا تھا اس کی طرف ان کو زیادہ توجہ نہ تھی، اس لئے کہ ان کے نزدیک اس کا تعلق فن مناظرہ سے تھا اور وہ اس کو برا سمجھتے تھے۔"

(ایضاً۔صفحہ:64)

❁ مشہور دیوبندی عالم سیّد حسین احمد مدنی کی سوانح حیات "چراغ محمدؐ" میں ان کے سوانح نگار قاضی محمد زاہد الحسینی ان حالات کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عیسائی مشنری سرِ بازار علی الاعلان چیلنج کرتے پھرتے کہ ان الزامات کا جواب دو، جواب دینا تو کجا مسلمان ان ناقابل برداشت الزامات کو سنتا تھا اور خاموش ہو جاتا تھا۔ پہلے رسول اللہ کی عزت وآبرو کی خاطر اپنی جان و مال اور آل اولاد کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اس وقت اس کو اپنی جان زیادہ پیاری تھی اس لیے عیسائی مشنری ان پر حاوی ہو گئے تھے اور مسلمانوں کے خاندان عیسائی بننے پر آمادہ ہونے لگے تھے۔ چنانچہ عماد الدین پانی پتی مع اپنی اولاد کے عیسائی ہو گیا اور ان کے باپ چراغ الدین اور ان کے بھائی خیر الدین نے بھی عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا اور صفدر علی، رجب علی بھی اسلام کو خیرباد کہہ کر عیسائی بن گئے تھے۔ برنیر نے کہا تھا: "یقین نہیں کہ دس برس میں بھی ایک مسلمان عیسائی ہو جائے۔" لیکن یہاں اس کے برعکس عمل ہو رہا تھا۔"

(صفحہ 54۔ باردوم سن اشاعت 1996)

فتح کے جھوٹے نقّارے

موجودہ دور کے کچھ علماء نے اپنی لاف وگزاف سے یہ جھوٹا تأثر دینے کی کوشش کی کہ غیر احمدی علماء نے ڈٹ کر مسیحیت کا مقابلہ کیا اور مسیحی علماء کو لاجواب کر دیا۔ علاّمہ خالد محمود صاحب نے اگرچہ کتاب الاستفسار کے پیش لفظ میں مندرجہ بالا چند ناموں کے علاوہ اس میدان میں کام کرنے والے کچھ اور غیر معروف علماء کے ناموں کا بھی اضافہ کیا اور ان سب کی کاوشوں کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور لکھا کہ:

"بنارس، احمد نگر، حیدرآباد دکن، پشاور، سیالکوٹ، ملتان اور جہاں جہاں بھی مسیحی مشنری پہنچے وہاں کے علمائے حق فوراً ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے رہے۔ ان حضرات نے زبان وقلم کے ان معرکوں میں بہت سے اخبارات ورسائل بھی نکالے۔" (صفحہ۔47)

لیکن اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ یہ کتابیں مسیحیت کے سیلاب کے آگے بند نہ باندھ سکیں۔ علاّمہ صاحب لکھتے ہیں:

"علمائے اسلام کی یہ علمی خدمات اپنی جگہ قابل ستائش ہیں لیکن مغربیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے یہ کتابیں بند نہیں باندھ سکتیں کیونکہ اس وقت عیسائیت ہمارے ملکوں میں علم کے راہ سے نہیں تہذیب کی راہ سے آ رہی ہے۔ لوگ معیار زندگی بلند کرنے کے لئے انگریزوں کے طور وطریق اپنا رہے ہیں۔" (صفحہ۔53)

❁ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب "ازالۃ الاوہام" کے مترجم ڈاکٹر اسماعیل عارفی صاحب ایسی ہی لاف و گزاف کرتے ہوئے اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ علماء ہند نے ہر محاذ پر عیسائیت کا زبردست تعاقب کیا۔ عیسائیت نے جس روپ میں بھی کوئی کارروائی کرنا چاہی مسلمانوں نے علاج بالمثل کا طریقہ اختیار کیا" (مقدمہ۔ جلد اول صفحہ 37)

عذر گناہ بدتر از گناہ

کچھ لوگوں نے حقیقت حال کو تسلیم تو کیا لیکن "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مصداق مسیحیت کے مقابلہ میں اپنے علماء کی نااہلی کو اس وقت کی حکومت کا خوف اور آوازِ حق بلند کرنے کی پاداش سے بچنا قرار دیا اور یہ تأثر دیا کہ گویا حکومت وقت ایک طرف مسیحی علماء کو تو مکمل آزادی دیتی تھی کہ وہ اسلام پر حملے کریں لیکن مسلمان علماء کو ان حملوں کا جواب دینے کی آزادی نہیں تھی اور جو ایسا کرتا اسے باغی قرار دے کر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔

"اتنے بڑے ہندوستان میں جہاں ایسے مشاہیر علماء تھے جن کی علم وفن میں مہارت ہر شک وشبہ سے بالاتر تھی، جن کے فضل وکمال کا پورے ملک میں شہرہ تھا، جن کی دینداری، اسلام دوستی ان کے ایمان واخلاص میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں تھی، وہ تمام علماء تبلیغ عیسائیت میں کمپنی کی حکومت کے قہر وجبر کو دیکھ رہے تھے، لاکھوں لاکھ ہندوستانی عیسائی بنائے جا چکے تھے، کئی ایک مسلمان اہل علم نے عیسائیت قبول کر لی تھی اور باقاعدہ پادری بن کر عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف تھے اور یورپین پادریوں سے کہیں زیادہ یہ کالے پادری اسلام کے خلاف زہر اگل رہے تھے، یہ سارے حالات علماء ہند کے سامنے موجود تھے، کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے لیکن آدھی صدی بیت جانے کے باوجود ایک آواز بھی عیسائیت کی اس جبری تبلیغ کے خلاف سنائی نہیں دیتی تھی سوائے ان چند رسالوں کے جو ہندوستانی کالے پادریوں کی کتابوں کے جواب میں لکھے گئے اور کوئی سرگرمی نظر نہیں آتی تھی۔ خاکم بدہن کیا ان علماء کے دلوں میں ایمان نہیں تھا؟ اسلام سے محبت نہیں تھی؟ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے عشق نہیں تھا؟ یقیناً تھا، وہ پکے سچے مسلمان تھے، وہ تنہائیوں میں اسلام کی مظلومیت پر آنسو بہاتے تھے، خون کے آنسو روتے تھے، یہ صورتحال ان کے لئے سوہانِ روح بنی ہوئی تھی لیکن خوف و ہراس کا وہ عالم تھا کہ دل سینوں میں تھرتھرا رہا تھا، زبان منہ میں لڑکھڑا رہی تھی، آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی تھی۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ تبلیغ عیسائیت حکومت کے منصوبہ بند پروگرام کے مطابق ہو رہی ہے۔ انکو یقین تھا کہ اگر حکومت کو ذرا بھی شبہ ہو گیا کہ کوئی شخص حکومت کے منصوبے کو سبوتاژ کرنے والا ہے یا اس کو ناکام کرنے کی سازش کر رہا ہے تو تختہ دار پر کسی نہ کسی بہانے پہنچا دیا جائے گا۔ صورتحال یہ تھی کہ رخصت پر عمل کرنے والے بہت تھے، عزیمت کا کوئی آہنی پیکر نظر نہیں آ رہا تھا۔"

(مجاہد اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی۔ تالیف مولانا اسیر ادروی۔ صفحہ 115,116۔ ناشر فرید بک ڈپو دہلی۔ سن طباعت اگست 2004ء)

انگریز حکومت کی مذہبی آزادی

سوال یہ ہے کہ اگر صورتحال واقعی ایسی ہی تھی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی جبراً عیسائیت کی تبلیغ کر رہی تھی اور کسی کو اس کا جواب دینے کی اجازت نہیں تھی اور جواب دینے والے کو تختہ دار پر لٹکائے جانے کا خوف تھا تو پھر یہ سزا، جس کا ڈر اور خوف باقی علماء کو بتایا جا رہا ہے، اس وقت مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب کو کیوں نہیں ملی جب وہ پادری فنڈر اور پادری فرنچ و دیگر سے مباحثے کر رہے تھے؟ ان کے خلاف کارروائی اس وقت شروع ہوئی جب انہوں نے 1857ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت میں مسلّح طور پر حصہ لیا اور اپنے آبائی قصبہ کیرانہ میں باقاعدہ اپنی حکومت قائم کر لی۔ اس جنگ میں ناکامی کے بعد وہ ہندوستان سے فرار ہو کر حجاز چلے گئے اور پھر وہیں فوت ہو کر دفن ہوئے۔

مزید یہ کہ اس سزا کا خوف سیّد آل حسن مہانی کو کیوں نہیں تھا اور انہیں ایسی کوئی سزا کیوں نہیں ملی جو کہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے بھی پہلے مسیحی پادریوں کی اسلام کے خلاف لکھی گئی کتابوں کا ردّ کر رہے تھے۔ سیّد آل حسن مہانی صاحب کی کتاب "الاستفسار" ردِّ عیسائیت میں لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب مانی جاتی ہے جیسا کہ دارالمعارف اردو بازار لاہور سے شائع ہونے والی اس کتاب کے جدید ایڈیشن کے سرورق پر لکھا گیا ہے۔ اس کے مقدمہ میں علامہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

"آپ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مسیحی مشنریوں کی سرگرمیوں کا علمی نوٹس لیا اور اناجیل کا نہایت بالغ نظر علمی محاسبہ کیا۔...... آپ کی تصنیفات میں کتاب الاستفسار اور کتاب الاستبشار دو ضخیم کتابیں ہیں۔...... کتاب الاستبشار آپ نے پادری فنڈر کی کتاب حل الاشکال کے جواب میں لکھی۔...... آپ کے بعد حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی (1208ھ) اس میدان میں نکلے۔" (صفحہ۔36)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب ازالۃ الاوھام کے مترجم ڈاکٹر اسماعیل عارفی صاحب اس کتاب کے مقدمہ میں اسی بات کی شہادت دیتے ہوئے کہ مولانا آل حسن مہانی مسیحیوں سے مناظرہ کرنے والوں میں سب سے پہلے تھے، لکھتے ہیں:

"پادری فنڈر کا 1844ء میں یعنی تحریک آزادئ ہند سے تیرہ سال قبل حضرت مولانا سیّد آل حسن مہانیؒ سے تحریری مناظرہ ہوا۔" (صفحہ۔32)

یعنی مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے دس برس پہلے ان کا پادری فنڈر سے مناظرہ ہوا تھا۔ یہی مولانا آل حسن مہانی اپنی کتاب میں حکومت کی دی گئی مذہبی آزادی کے متعلق لکھتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ جو دولت انگلشیہ کے کسی قانون سے دین کے مباحثے کی ممانعت نہیں پائی جاتی ہے اور پادری لوگ رسالے لکھ لکھ کر بانٹا کرتے ہیں اور اہل علم مسلمانوں کو جواب لکھنے کی تاکیدیں کیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب لکھی گئی۔" (صفحہ 185)

ظاہر ہے کہ مستند اور قابل قبول گواہی اسی کی ہوگی جو موقعہ پر موجود ہوگا۔ ڈیڑھ سو سال بعد اس موقعہ کے گواہ کے برعکس دی گئی شہادت یقیناً مسترد کئے جانے اور اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ایک مذموم کوشش قرار دیئے جانے کے لائق ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی اور بعد میں برطانوی حکومت کے تحت ہندوستان کے لوگوں کو مکمل مذہبی آزادی میسّر تھی۔ حکومت اگرچہ پادریوں کی سرپرستی اور اعانت کرتی تھی لیکن کسی مذہب پر یہ پابندی عائد نہیں کی گئی تھی اور نہ ہی ایسا کوئی قانون بنایا گیا تھا کہ وہ ان مسیحی مشنریوں کو اپنے مذہب کی رو سے جواب نہیں دے سکتے اور ایسا کرنے کی صورت میں سخت پاداش اور خوفناک نتائج کے لئے تیار رہیں۔ اس مکمل آزادی اور مذہبی رواداری کے باوجود ہندوستان میں چار پانچ افراد سے زیادہ کوئی ایسا مسلمان عالم نہیں تھا جو مسیحیت کے اسلام کے خلاف اٹھائے گئے اعتراضات و دلائل کے جوابات دے سکتا۔ جن علماء حضرات نے ایسی کوششیں کیں ان کی نیّت، اخلاص اور دینِ اسلام سے وفاداری اور اس کے دفاع کے جذبوں پر ہرگز کوئی شک نہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی یہ کوششیں مطلوبہ اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہیں کیونکہ کسرِ صلیب اور انسدادِ فتنہ دجّالیت میں کامیابی کاسرِ صلیب یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ہونی تھی جن کے ذریعہ یہ عظیم الشان کام مقدّر تھا۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت
مختلف زبانوں میں
تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

سویڈش ترجمہ قرآن مجید

سویڈش زبان میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کو ہی شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ ترجمہ 1988ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ سویڈش زبان میں ترجمہ قرآن کریم کرنے کی عظیم سعادت ایک احمدی مسلم خاتون مکرمہ ڈاکٹر قانتہ صادقہ صاحبہ کو حاصل ہوئی۔ آپ مقامی سویڈش خاتون ہیں۔ آپ کے آباء و اجداد کا تعلق بھی سویڈن سے ہی ہے۔ آپ فوریزک (Forensik) سائیکاٹری کی ریسرچ سکالر اور ایک GP ہیں۔ طبی موضوعات پر آپ کی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ تفنّن طبع کے متعدد ناولز کی مصنفہ اور معروف ناول نگار ہیں۔ بہت اعلیٰ سویڈش زبان بولنے والی ہیں۔

محترمہ ڈاکٹر قانتہ صادقہ صاحبہ نے سکنڈے نیوین اور Nordic ممالک کی پہلی مسجد 'نصرت جہاں' کوپن ہیگن (ڈنمارک) کے افتتاح کی تقریب کے موقع پر 1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ لکھتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ میرے لئے باپ کی طرح تھے۔ ستمبر 1972ء سے 1975ء کے آخر تک میرا قیام فرینکفرٹ جرمنی میں تھا۔ اس عرصہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک خط میں مجھے سویڈش زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ یہ بہت ہی مبارک لیکن بہت ہی نازک اور انتہائی ذمہ داری کا کام تھا اور میں اپنے آپ کو ہرگز اس کا اہل نہیں پاتی تھی۔ چنانچہ میں نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ مکرم محمود Erikson صاحب سویڈش نو احمدی اس کام کے لئے موزوں ہوں گے۔ وہ کئی زبانوں کے ماہر ہیں اور انہیں حضور رحمہ اللہ نے 'اعزازی مشنری' ہونے کا شرف بھی بخشا تھا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے لکھا کہ مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے اور یہ کہ مَیں ہی یہ ترجمہ کروں۔ اس کام کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر مَیں بہت خوفزدہ تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ترجمہ میں مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے اور میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی سزاوار ٹھہروں۔ چنانچہ میں نے ایک دفعہ پھر حضور کی خدمت میں لکھا کہ مَیں اپنے آپ کو اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لائق نہیں پاتی۔ تیسری دفعہ پھر حضور رحمہ اللہ کی طرف سے بہت پیارا اور حوصلہ افزا خط موصول ہوا۔ حضور نے مجھ پر بہت ہی اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ترجمہ کا کام شروع کرو اور یہ کہ مَیں تمہارے لئے دعا کروں گا، تم بالکل پریشان نہ ہو۔ اس کے بعد میرے لئے اب تیسری دفعہ انکار مشکل تھا۔ چنانچہ مَیں نے لکھا کہ مَیں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گی اور یہ کہ حضور میرے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ چنانچہ میں نے ترجمہ کا کام شروع کیا۔ میرا یہ طریق تھا کہ میں ہمیشہ باوضو ہو کر ترجمہ کا کام کرتی تھی۔ مجھے یاد ہے ان دنوں جرمنی میں ہماری سادہ سی رہائشگاہ تھی (ہمارے پاس کوئی فرنیچر بھی نہیں ہوتا تھا) مَیں فرش پر ہی تکیہ رکھ کر اس پر بیٹھ جاتی، فرش پر ٹائپنگ مشین پڑی ہوتی (ان دنوں کمپیوٹر نہیں ہوا کرتے تھے)۔ میرے بائیں ہاتھ ایک نیلے رنگ کا چھوٹا سا stool ہوتا تھا اس پر حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ و تفسیر کا نسخہ ہوتا تھا۔ میں اسے دیکھ کر ترجمہ کرتی جاتی۔ صبح سے لے کر بعد دوپہر تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ ترجمہ کا کام کئی سال پر محیط تھا۔ میں خود ہی ترجمہ کرتی اور اسے ٹائپ کرتی۔ میرا کوئی معاون اور مددگار نہیں تھا۔ سب کام خود ہی انجام دینے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خواہش تھی کہ میں تفسیری نوٹس کا بھی ترجمہ کروں لیکن اس کے لئے مجھے وقت نہیں مل سکا۔

جب ترجمہ مکمل ہوا تو فوری طور پر اس کی اشاعت بوجوہ ممکن نہیں ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ جب پاکستان سے ہجرت کر کے انگلستان تشریف لائے اور آپ کو سویڈش ترجمہ قرآن کے بارہ میں علم ہوا تو آپ نے فوری طور پر اس کی اشاعت کا فیصلہ فرمایا۔ طباعت کے لئے اس کا مسودہ تیار کرتے ہوئے مکرم کمال یوسف صاحب (مبلغ سلسلہ) نے عربی متن کے ساتھ ترجمہ کے موازنہ اور چیکنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بہت محنت سے انجام دیا۔

مکرم کمال یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ابتدائی ترجمہ "حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ کے مطابق تھا۔ اشاعت کے وقت خاکسار نے اس کی نظر ثانی کرتے ہوئے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے نظر ثانی شدہ ترجمہ کے مطابق کرنے کی کسی حد تک کوشش کی مگر مکمل طور پر ایسا نہ ہو سکا کیونکہ اشاعت میں تاخیر ہو رہی تھی"۔

الغرض ابتدائی طور پر ترجمہ مکمل ہونے کے قریباً 13 سال بعد 1988ء میں اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز کے زیر اہتمام سویڈش زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ طبع ہوا۔

محترمہ ڈاکٹر قانتہ صادقہ صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ سویڈش ترجمہ قرآن کا پہلا نسخہ خود حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کرنا چاہتی ہیں۔ حضور رحمہ اللہ نے اس کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے لندن میں حضور کے دفتر میں حاضر ہو کر اس کا پہلا نسخہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ ان دنوں خاکسار (نصیر احمد قمر) کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمت کی سعادت حاصل تھی۔ حضور کے ارشاد پر خاکسار نے اس تاریخی اور یادگار موقع کی تصاویر لیں۔۔۔۔۔

مکرمہ ڈاکٹر قانتہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ میں نے اس موقع کے لئے نیلے رنگ کا velvet کا ایک غلاف تیار کیا تھا تا کہ اس نسخہ پر گرد وغیرہ نہ پڑے اور اس میں لپیٹ کر یہ نسخہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور رحمہ اللہ نے اس غلاف کی بابت بھی دریافت فرمایا اور بہت خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ حضور نے اس موقع پر قرآن مجید سے سویڈش ترجمہ کا کچھ حصّہ پڑھ کر سنانے کے لئے بھی ارشاد فرمایا۔ حضور نے مجھے بڑی خوشی سے بتایا کہ آپ نے سوئٹزرلینڈ میں ایک کمپنی کو یہ ترجمہ ان کی رائے معلوم کرنے کے لئے بھجوایا تھا۔ اور انہوں نے بتایا ہے کہ ترجمہ کی زبان بہت عمدہ، خوبصورت اور poetic ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ اس ترجمہ سے مطمئن ہیں۔ حضور کے ان ریمارکس سے مَیں دل کی گہرائیوں تک خوش تھی۔ یہ ایسے ہی تھا جیسے کوئی امتحان میں بہت اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہو جائے اور میں بہت خوش تھی کہ حضور میرے کام سے خوش ہیں۔ حضور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اس نسخہ پر مَیں اپنے دستخطوں سے dedication لکھوں۔ مَیں نے کچھ تردد کا اظہار کیا تو آپ نے مسکراتے ہوئے دوبارہ ارشاد فرمایا اور اپنا قلم اس غرض سے مجھے عطا فرمایا۔ پھر حضور رحمہ اللہ نے سویڈش ترجمہ قرآن کا ایک اور نسخہ طلب فرمایا اور اس کے پہلے صفحہ پر اپنے مبارک دستخطوں سے تحریر فرمایا:

" For Qanita, the translator. With deep appreciation and heartful of prayers. May Allah shower His choicest blessings upon you in this life and in the life to come! Ameen.
M.T. Ahmad. London 9.7.88"

پھر ان دونوں نسخوں کا تبادلہ ہوا۔ مَیں نے اپنے دستخطوں والا نسخہ حضور کی خدمت میں پیش کیا اور حضور نے اپنے دستخطوں والا نسخہ مجھے عطا فرمایا۔ حضور نے اس موقع پر مجھے ایک مٹھائی کا ڈبہ بھی عطا فرمایا اور فرمایا کہ خوشی کے ایسے موقع پر مٹھائی کھلائی جاتی ہے۔

اِس وقت یہ ترجمہ نظر ثانی کے مختلف مراحل میں ہے۔ اور اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کی جا رہی ہے۔

☆......☆......☆

بینن (مغربی افریقہ) کے باسیلا ریجن کی جماعت اوکوتا گے گے میں نومبائعین کے جلسہ کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

(رپورٹ: انصر عباس مبلغ سلسلہ۔ باسیلا بینن)

باسیلا شہر سے 20 کلومیٹر دُور اوکوتا گے گے گاؤں میں 31 افراد نے احمدیت قبول کی۔ اس جگہ کے لوگ فلانی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مکرم قمر رشید صاحب مرکزی مبلغ سلسلہ اور لوکل مبلغ سلسلہ مصطفیٰ صاحب نے یہاں بڑی محنت سے تبلیغ کی۔ احمدیت کے قیام کے بعد وہاں مستقل تربیتی کلاس کا اہتمام کر دیا گیا۔ 14 جنوری 2015ء کو یہاں جلسہ نومبائعین منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تلاوت قرآن کریم مکرم عبدالفتائی صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم مصطفی اولابی صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد بیان کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں قرآن اور حدیث کی رو سے امت محمدیہ میں ایک مجدد اور امام الزمان کے آنے کی حقیقت کو انتہائی احسن رنگ میں بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ امام الزمان کے آنے کا حقیقی مقصد احیائے اسلام ہے اور مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی حالتوں کو بہتر بنانا ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے خلافت احمدیہ کی برکات بیان کیں اور شرائط بیعت میں بیان فرمودہ ہماری ذمہ داریاں از خطبہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 2 جنوری 2015ء پیش کیں۔ اس جلسہ میں 62 افراد شامل ہوئے جن میں 31 نومبائعین، 25 غیر احمدی مہمان اور 6 جماعتی وفد کے افراد شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو نومبائعین کیلئے انتہائی بابرکت اور مفید ثابت کرے۔ آمین

تأثرات

ایک غیر احمدی مکرم جانبو صاحب نے کہا کہ مجھے آج یہاں احمدیت سے تعارف حاصل ہوا ہے، ہم بیمار تھے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ احمدیت کے روحانی ہسپتال میں ہمارا علاج ہو۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ یہاں آ کر اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے۔

ہمارے ایک نو مبائع دوست مکرم جیراں صاحب نے کہا کہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے تھے لیکن ہمیں اسلام کا ایک لفظ بھی نہ آتا تھا، ہم حیوانوں سے بڑھ کر کچھ نہ تھے، صبح اٹھنا کھانا پینا اور جانور چَرانا ہی ہمارا پیشہ تھا۔ مسلمان ہونے کے باوجود ہم عیسائی تھے، نہ مسلمان۔ لیکن آج الحمد للہ احمدیت کی برکت سے ایک ماہ میں مَیں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔ احمدیت ایک مضبوط رسّی ہے جس کو مرتے دم تک ہم نے تھامے رکھنا ہے۔ اس جنگل میں احمدیت کی وجہ سے اللہ کا نام یعنی اذان سنی جاتی ہے۔

جلسہ کے اختتام پر تمام احباب کو کھانا پیش کیا گیا اور نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور نومبائعین نے وقف جدید اور تحریک جدید کی مد میں 4250 فرانک سیفا چندہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و ایقان میں بے انتہا ترقی دے۔ آمین

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534

BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

جماعت احمدیہ کینیا (مشرقی افریقہ) کے

49ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

مختلف موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی تشہیر۔

(طارق محمود ظفر۔ امیر و مبلغ انچارج کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کینیا کو اپنا 49واں جلسہ سالانہ مورخہ 6 اور 7 دسمبر بروز ہفتہ و اتوار جماعتی ہیڈ کوارٹرز نیروبی میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے مراحل حسب سابق معمول کے مطابق سرانجام دیئے گئے۔ امسال جلسہ سالانہ سے قبل ملک کے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے اخبار Daily Nation میں جلسہ اور جماعت احمدیہ کے پُر امن پیغام پر مشتمل ایک اعلان چھپوایا گیا۔ اس اخبار کی daily circulation ایک لاکھ ستّر ہزار ہے۔

6 دسمبر بروز ہفتہ صبح ساڑھے دس بجے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ لوائے احمدیت خاکسار کو لہرانے کی سعادت ملی اور کینیا کا قومی پرچم مہمان خصوصی یعنی کینیا کی Supreme Court کے چیف جسٹس مکرم Dr. Willy Munyoki Mutundga صاحب نے لہرایا۔ دعا کے بعد افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد خاکسار نے امسال جلسہ سالانہ کے مرکزی عنوان ''حُبّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَان'' پر روشنی ڈالی۔

افتتاحی دعا کے بعد مہمان خصوصی Dr. Willy Munyoki Mutunga صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔ آپ نے جلسہ سالانہ کے مرکزی عنوان کو سراہتے ہوئے کہا کہ یہ وقت کی عین ضرورت کے مطابق عنوان رکھا گیا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ اس وقت جبکہ کینیا میں مذاہب کے درمیان اور رنگ و نسل کی تفریق نیز قبائلی جھگڑوں کی وجہ سے نفرتیں بڑھ رہی ہیں باہمی امن وسلامتی کو فروغ دینے کے لئے اس حب الوطنی کا پیغام بہت پھیلانا چاہئے اور جماعت احمدیہ کو امن کے قیام میں کلیدی کردار ملنا چاہئے۔

بعد ازاں مکرم طارق محمود قریشی صاحب نے ''اسلامی تعلیمات دربارہ معاشی امن'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اجلاس کے آخر پر مکرم نعیم احمد شاہ صاحب نائب امیر کینیا نے تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد حاضرین جلسہ کو کھانا پیش کیا گیا۔

دوسرے سیشن کا آغاز دوپہر پونے تین بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ انگریزی اور سواحیلی ترجمہ کے بعد سواحیلی میں نظم ترنم سے پڑھی گئی۔ پہلی تقریر مولانا آصف توحید رؤوف صاحب انچارج احمدیہ رقیم پریس نے ''ہر احمدی کی زندگی میں خلافت کی اہمیت'' کے موضوع پر خلفائے کرام کے ارشادات وواقعات کی روشنی میں انگریزی زبان میں کی۔ بعدازاں اطفال الاحمدیہ کواماسائی (Kwa Masai) کے ایک گروپ نے قصیدہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام درشانِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

دوسری تقریر مولانا عبداللہ جمعہ حسین صاحب، مبلغ برائے تربیت نومبائعین نے ''تربیت اولاد'' کے موضوع پر سواحیلی زبان میں کی۔ آپ نے اپنی تقریر کو قرآنی آیات، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ارشادات امام الزمان اور خلفائے کرام کے ارشادات سے مزین کیا۔

تیسری تقریر معلّم سلسلہ مکرم محمد مواکوریچوا (Mwakurichwa) صاحب نے سواحیلی زبان میں ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چیدہ چیدہ واقعات سے آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالی۔

اس سیشن کی آخری تقریر مکرم اظہر بھٹی صاحب نیشنل سیکرٹری وصایا نے ''نظام وصیت'' کے موضوع پر انگریزی زبان میں ارشاداتِ امام الزمان اور خلفاءِ کرام کی روشنی میں کی۔ شام پانچ بجے یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد وقفہ برائے طعام تھا۔ بعدازاں تیسرے سیشن کا آغاز ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد پروگرام کے مطابق محفلِ سوال و جواب ہوئی۔ مولانا بشارت احمد طاہر صاحب، مولانا عبداللہ جمعہ حسین صاحب، مولانا ناصر محمود طاہر صاحب اور احمد عدنان ہاشمی صاحب نے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ اس محفل کے بعد جلسہ سالانہ کا پہلا دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن 7 دسمبر بروز اتوار

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن ہوا۔ نو بجے دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد انگریزی اور سواحیلی ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعدازاں اطفال الاحمدیہ شیانڈا کے ایک گروپ نے قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مولانا بشارت احمد طاہر مبلغ سلسلہ، ناکورو ریجن نے ''نماز فلاح کی کنجی'' کے موضوع پر سواحیلی زبان میں کی۔ آپ نے نماز کی حقیقت، اہمیت اور فوائد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں اجاگر کیا۔

دوسری تقریر احمد عدنان ہاشمی مبلغ سلسلہ نیروبی ریجن نے تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں سواحیلی زبان میں ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور نشانات'' کے موضوع پر کی۔ نظم کے بعد مکرم عبدالعلی چیمہ صاحب ایڈیشنل نیشنل سیکرٹری مال کینیا نے انگریزی زبان میں ''مالی قربانی'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ارشادات حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام و خلفائے کرام کی روشنی میں احبابِ جماعت کو مالی قربانی میں آگے بڑھنے کی تلقین کی۔

اس سیشن کی آخری تقریر مولانا ناصر محمود طاہر مبلغ سلسلہ، ویسٹرن ریجن نے سواحیلی زبان میں ''سیرت حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔

اس سیشن کے دوران لجنہ اماء اللہ کا بھی علیحدہ سیشن منعقد ہوا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ بعدازاں اختتامی اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد اس کا انگریزی اور سواحیلی ترجمہ پیش کیا گیا۔ نظم کے بعد خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ کے اقتباسات کی روشنی میں نظامِ جماعت سے وابستگی کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار نے حاضرین جلسہ کو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے اور خلافتِ احمدیہ حقّہ سے چمٹے رہنے کی تلقین کی۔ دعا کے بعد یہ بابرکت جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اختتامی دعا کے بعد تمام حاضرین جلسہ نے نہایت جوش و ولولہ سے کلمہ طیبہ کا ورد کیا اور نعرہائے تکبیر اور دوسرے روایتی نعرے بلند کئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی تمام جلسہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی نیز اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی کے دو نمائندگان شامل ہوئے۔ مقامی administration اور دیگر مذاہب کے مہمانان نے بھی شرکت کی۔

جلسہ سالانہ کی خبر دو مقامی چینلز KBC اور Channel 1 پر سواحیلی اور انگلش میں نشر کی گئی۔ یاد رہے کہ KBC کینیا کا سرکاری چینل ہے جس کے دیکھنے والوں کی تعداد دیگر تمام مقامی ٹی وی چینلز میں دوسرے نمبر پر ہے۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ جماعت کا پیغام لاکھوں افراد تک پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل 76 جماعتوں سے کُل 940 افراد نے اس جلسہ میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ 20 غیر از جماعت افراد نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ جماعت احمدیہ کینیا روز افزوں ترقی کرتی رہے اور اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 20

کہنے کا جواب نہیں دے رہا تھا بلکہ دلیل سے باتیں کر رہا تھا۔ کہتے ہیں پروگرام کے دوران ہی مَیں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ یا اللہ! ان دونوں میں سے کون حق پر ہے تُو ہی میری رہنمائی فرما اور دعا کرتے کرتے مَیں سو گیا۔ رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک طرف جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے مخالفین ہیں اور ان کے درمیان مناظرہ ہو رہا ہے۔ مگر جب مخالفین احمدی مبلغ کو جواب نہیں دے پاتے تو ان کو ایک گڑھے میں پھینک دیتے ہیں اور مٹی ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ دشمنی کی حد بڑھی ہوئی ہے۔ جب جواب نہیں دے سکے تو گڑھے میں پھینک کر مٹی ڈالنا شروع کر دی کہ مار دو۔ کہتے ہیں اسی دوران جب وہ یہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ مَیں نے خواب میں آسمان پر دیکھا کہ ایک بزرگ ظاہر ہوتے ہیں جو اَنَا الْمَھْدِی کہہ رہے ہیں اور اپنا ہاتھ لمبا کر کے احمدی مبلغ کی جان بچاتے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ احمدیت کی سچائی سے متعلق اب میرے دل میں کوئی وسوسہ نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

پس یہ حسنِ اخلاق ہے جس نے مذہب کی حقیقت جاننے کے لئے ہی سعید روح کو دعا کی طرف مائل کیا اور پھر اس کی رہنمائی فرمائی اور یہی زندہ مذہب اور زندہ خدا کی نشانیاں ہیں۔

پھر مذہب کی ضرورت جاننے کے لئے آپ ہمیں نصیحت فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ شرّ سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟‘‘ دوسروں کو طعن وتشنیع کرتے رہو۔ تنگ کرتے رہو۔ ’’نہیں۔ بلکہ مذہب اُس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہو گی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ مَیں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو، ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام مَیل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تَر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے۔ تب وہ مَیل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جُدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔‘‘ تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے یعنی اپنی مَیلیں دور کرنے میں۔ ’’یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا۔ (الشمس: 10) یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے مَیلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 15-14)

اسلام کی صداقت کے بارے میں ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ:

’’پہلے نبی ایک خاص قوم اور خاص ملک کیلئے آیا کرتے تھے اس لئے ان کی تعلیم جو ابھی ابتدائی تھی مجمل اور ناقص رہتی تھی کیونکہ بوجہ کمی قوم اصلاح کی حاجت کم پڑتی تھی اور چونکہ انسانیت کے پودہ نے ابھی پورا نشوونما بھی نہیں کیا تھا اس لئے استعدادیں بھی کم درجہ پر تھیں اور اعلیٰ تعلیم کی برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ پھر ایسا زمانہ آیا کہ استعدادیں تو بڑھ گئیں مگر زمین گناہ اور بدکاری اور مخلوق پرستی سے بھر گئی اور سچی توحید اور سچی راستبازی نہ ہندوستان میں باقی رہی اور نہ مجوسیوں میں اور نہ یہودیوں میں اور نہ عیسائیوں میں اور تمام قوتیں ضلالت اور نفسانی جذبات کے نیچے دب گئیں۔ اس وقت خدا نے قرآن شریف کو اپنے پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر کے دنیا کو کامل اسلام سکھایا۔ اور پہلے نبی ایک ایک قوم کے لئے آیا کرتے تھے اور اُسی قدر سکھلاتے تھے جو اُسی قوم کی استعداد کے اندازہ کے موافق ہو اور جن تعلیموں کی وہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ تعلیمیں اسلام کی اُن کو نہیں بتلاتے تھے۔ اس لئے اُن لوگوں کا اسلام ناقص رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دینوں میں سے کسی دین کا نام اسلام نہیں رکھا گیا۔ مگر یہ دین جو ہمارے پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں آیا اِس میں تمام دنیا کی اصلاح منظور تھی اور تمام استعدادوں کے موافق تعلیم دینا مدنظر تھا اس لئے یہ دین تمام دنیا کے دِینوں کی نسبت اَکمل اور اَتم ہوا اور اسی کا نام بالخصوصیت اسلام رکھا گیا اور اسی دین کو خدا نے کامل کہا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدة: 4) یعنی آج مَیں نے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت کو پورا کیا اور مَیں راضی ہوا جو تمہارا دین اسلام ہو۔ چونکہ پہلے دین کامل نہیں تھے اور ان قوانین کی طرح تھے جو مختص القوم یا مختص الزمان ہوتے ہیں‘ خاص قوم کے لئے اور خاص زمانے کے لئے ہوتے ہیں ’’اس لئے خدا نے ان دِینوں کا نام اسلام نہ رکھا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ وہ انبیاء تمام قوموں کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ اپنی اپنی قوم کے لئے آتے تھے اور اُسی خرابی کی طرف ان کی توجہ ہوتی تھی جو ان کی قوم میں پھیلی ہوئی ہوتی تھی اور انسانیت کی تمام شاخوں کی اصلاح کرنا اُن کا کام نہیں تھا کیونکہ ان کے زیر علاج ایک خاص قوم تھی جو خاص آفتوں اور بیماریوں میں مبتلا تھی۔ اور ان کی استعدادیں بھی ناقص تھیں اسی لئے وہ کتابیں ناقص رہیں کیونکہ تعلیم کی اغراض خاص خاص قوم تک محدود تھے۔ مگر اسلام تمام دنیا اور تمام استعدادوں کے لئے آیا۔ اور قرآن کو تمام دنیا کی کامل اصلاح مدّنظر تھی جن میں عوام بھی تھے اور خواص بھی تھے اور حکماء اور فلاسفر بھی۔ اس لئے انسانیت کے تمام قویٰ پر قرآن نے بحث کی اور یہ چاہا کہ انسان کی ساری قوتیں خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا ہوں۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ قرآن کا مدنظر انسان کی تمام استعدادیں تھیں اور ہر یک استعداد کی اصلاح منظور تھی اور اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھہرے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر وہ تمام کام پورا ہو گیا جو پہلے اس سے کسی نبی کے ہاتھ پر پورا نہیں ہوا تھا۔ چونکہ قرآن کو نوع انسان کی تمام استعدادوں سے کام پڑتا تھا اور وہ دنیا کی عام اصلاح کے لئے نازل کیا گیا تھا اس لئے تمام اصلاح اس میں رکھی گئی اور اسی لئے قرآنی تعلیم کا دین اسلام کہلایا اور اسلام کا لقب کسی دوسرے دین کو نہ مل سکا کیونکہ وہ تمام ادیان ناقص اور محدود تھے۔ غرض جبکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے تو کوئی عقلمند مسلمان کہلانے سے عار نہیں کر سکتا۔ ہاں اسلام کا دعویٰ اُسی قرآنی دین نے کیا ہے اور اسی نے اس عظیم الشان دعویٰ کے دلائل بھی پیش کئے ہیں۔‘‘

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 272 تا 274)

پس یہ قرآن کریم کی سچائی اور قرآن دلائل ہی ہیں جو آجکل نیک فطرتوں کو اسلام کی طرف متوجہ بھی کرتے ہیں۔ غیروں میں سے بہت سارے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ ان کی تسکین دل کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔

جاپان میں اللہ تعالیٰ نے ایک اطالوی شخص کو کس طرح صحیح راستہ دکھانے کا انتظام کیا۔ ٹوکیو جاپان میں ایک بُک فیئر ہو رہا تھا۔ جماعت احمدیہ اس میں شامل تھی۔ وہاں ایک اطالوی شخص آیا اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور مذہب کے حوالے سے بات چیت کی۔ پھر انہوں نے خدا کے بارے میں سوال کیا۔ بتایا کہ وہ بڑی مدت سے خدا کی تلاش میں ہے اور انہوں نے تلاش میں سعودی عرب ایمبیسی سے بھی رابطہ کیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید وہاں سے ان کو خدا مل جائے گا۔ مکہ جا کر بھی خدا کو ڈھونڈھنے کی کوشش کی ہے لیکن کہتے ہیں مَیں کامیاب نہیں ہو سکا۔ جب انہیں بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور امام مہدی یہی پیغام لے کر آئے ہیں کہ وہ لوگوں کو سچے خدا کا عرفان بخشیں۔ وہ خدا جو ربّ العالمین بھی ہے اور دعاؤں کو سننے والا بھی ہے ایک زندہ خدا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ’اسلامی اصول کی فلاسفی‘ دی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کتاب ’اسلام اور عصر حاضر کے مسائل‘ کتاب دی گئی۔ ایک اور کتاب میری تھی ان کو وہ دی گئی۔ خیر یہ کتابیں لے کر وہ چلے گئے۔ وعدہ کر کے گئے کہ یہ کتب پڑھیں گے۔ کچھ پوچھنا ہوا تو اگلے دن دوبارہ سٹال پر آئیں گے۔ اگلے دن آئے تو کہنے لگے میرے پاس الفاظ نہیں کہ مَیں کس طرح شکر ادا کروں کہ اس کتاب میں انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو اسلامی تعلیم پیش کی گئی ہے اس نے میری آنکھیں کھول دی ہیں اور مجھے وہ خدا عطا کر دیا ہے جسے مَیں برسوں سے تلاش کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج واپسی پر مَیں آپ لوگوں کے ساتھ ہی احمدیہ سینٹر جانا چاہتا ہوں اور نماز پڑھ کر اس خدا کی غلامی میں آنا چاہتا ہوں جو ہمارا خالق و مالک ہے اور اسی مذہب کو قبول کرنا چاہتا ہوں جس نے مجھے صحیح رستہ دکھایا۔ اگلے مرحلے کے طور پر انہیں ’مسیح ہندوستان میں‘ پیش کی گئی۔ پھر باقی کتابیں دی گئیں۔ بہرحال ہر کتاب پڑھ کر یہی کہتے تھے کہ یہ زبردست علمی کاوش اور تحقیق ہے۔ پھر انہوں نے وضو کرنے کا طریق اور نماز پڑھنے کے طریق وغیرہ سیکھے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو دکھانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

’’خدا نے اس رسول کو یعنی تجھ کو بھیجا ہے۔‘‘ اپنی طرف اشارہ ہے اس سے پہلے ایک مضمون چل رہا ہے۔ ’’اور اس کے ساتھ زمانہ کی ضرورت کے موافق ہدایت یعنی راہ دکھلانے کے علم اور تسلی دینے کے علم اور ایمان قوی کرنے کے علم اور دشمن پر حجت پوری کرنے کے علم بھیجے ہیں۔ اور اس کے ساتھ دین کو ایسی چمکتی ہوئی شکل کے ساتھ بھیجا ہے جس کا حق ہونا اور خدا کی طرف سے ہونا بدیہی طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ خدا نے اِس رسول کو یعنی کامل مجدد کو‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ’’اس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا اس زمانہ میں یہ ثابت کر کے دکھلا دے کہ اسلام کے مقابل پر سب دین اور تمام تعلیمیں ہیچ ہیں۔ اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تمام دِینوں پر ہر ایک برکت اور دقیقہ معرفت اور آسمانی نشانوں میں غالب ہے۔ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ اس رسول کے ہاتھ پر ہر ایک طرح پر اسلام کی چمک دکھلا دے۔‘‘

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 266)

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام کی چمک دکھائے۔ کون ہے دوسرا جو کہہ سکے کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ آج زندہ نشان ہم آپ کے ذریعے سے دیکھتے ہیں۔

پھر مذہب اسلام اپنے ماننے والوں سے کیا تقاضا کرتا ہے کہ وہ تعلیم سے فیض پا سکیں جب وہ تقاضے پورے کریں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’واضح ہو کہ لغت عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنا کام سونپیں اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔ اور اصطلاحی معنی اسلام کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (البقرة: 113) یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے۔ یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اُس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔ ’’اعتقادی‘‘ طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور ''عملی'' طور پر اس طرح سے کہ خالصاً للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر ایک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجالاوے۔ مگر ایسے ذوق وشوق وحضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 57-58) ایسا شوق ہونا چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح صرف قصے کہانیاں نہیں ہے۔ ماننے والوں کو صرف یہ نہیں کہتا کہ یہ کام کرو جو پرانوں نے کہہ دیا ہے اس پر عمل کرو اب تمہاری یہ ذمہ داری ہے۔ اپنے ماننے والوں سے صرف منواتا نہیں ہے بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرو اور زندہ تعلق پیدا کرواتا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو تو برکات سے بھی انسان پھر فیض پاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب۔ اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہوسکتی۔ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کرکے دکھایا اور جو کچھ قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی۔ جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں جاوے گا۔ یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس امت کے لئے مخاطبات اور مکالمات کا دروازہ کھلا ہے۔ اور یہ دروازہ گویا قرآن مجید کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہر وقت تازہ شہادت ہے۔ اور اس کے لئے خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ ہی میں یہ دعا سکھائی ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ (الفاتحہ: 6-7) ''فرمایا'' أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی راہ کے لئے جو دعا سکھائی تو اس میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے حصول کا اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کمال دیا گیا وہ معرفت الٰہی ہی کا کمال تھا۔ اور یہ نعمت ان کو مکالمات اور مخاطبات سے ملی تھی۔ اسی کے تم بھی خواہاں رہو۔ پس اس نعمت کے لئے یہ خیال کرو کہ قرآن شریف اس دعا کی تو ہدایت کرتا ہے مگر اس کا ثمرہ کچھ بھی نہیں یا اس امت کے کسی فرد کو بھی یہ شرف نہیں مل سکتا اور قیامت تک یہ دروازہ بند ہوگیا ہے۔ بتاؤ اس سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ثابت ہوگی یا کوئی خوبی ثابت ہوگی؟'' اس میں ہر ایک کو، مسلمانوں کو بھی جواب دے دیا ہے۔ فرمایا کہ ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرتا ہے۔ اور اس نے مغز شریعت کو سمجھا ہی نہیں۔ اسلام کے مقاصد میں سے تو یہ امر تھا کہ انسان صرف زبان ہی سے وحدہٗ لاشریک نہ کہے بلکہ درحقیقت سمجھ لے اور بہشت دوزخ پر خیالی ایمان نہ ہو بلکہ فی الحقیقت اسی زندگی میں وہ بہشتی کیفیات پر اطلاع پالے۔'' ایسے عمل ہونے چاہئیں۔ نیک اعمال کی جنت دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔ فرمایا ''اور ان گناہوں سے جن میں وحشی انسان مبتلا ہیں نجات پالے۔ یہ عظیم الشان مقصد اسلام کا تھا اور ہے۔ اور یہ ایسا پاک مطہر مقصد ہے کہ کوئی دوسری قوم اس کی نظیر اپنے مذہب میں پیش نہیں کر سکتی اور نہ اس کا نمونہ دکھا سکتی ہے۔ کہنے کو تو ہر ایک کہہ سکتا ہے مگر وہ کون ہے جو دکھا سکتا ہو؟'' (لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 286-285)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

''انسان خدا تعالیٰ کے تعبد ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ اس بات پر راضی نہیں ہوسکتا کہ وہ خدا جس کی شناخت میں اس کی نجات ہے اُسی کی شناخت کے بارے میں صرف چند بیہودہ قصوں پر حصر رکھے۔'' سن لئے قصے بس کافی ہے۔ ''اور وہ اندھا رہنا نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے متعلق پورا علم پاوے گویا اس کو دیکھ لے۔ سو یہ خواہش اس کی محض اسلام کے ذریعہ سے پوری ہوسکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چھپ گئی ہے۔ اور جو لوگ دنیا کی لذات کو چاہتے ہیں اور دنیا سے محبت کرتے ہیں وہ بوجہ سخت محجوب ہونے کے نہ خدا کی کچھ پرواہ رکھتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے وصال کے طالب ہیں کیونکہ دنیا کے بُت کے آگے وہ سرنگوں ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص دنیا کے بت سے رہائی پائے اور دائمی اور سچی لذت کا طالب ہو وہ صرف قصوں والے مذہب پر خوش نہیں ہوسکتا اور نہ اس سے کچھ تسلی پاسکتا ہے۔ ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلی پائے گا'' اور اسلام میں بھی اس صورت میں جب اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے والا ہوگا۔ فرمایا ''اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)

ابھی میں نے وہ Italian کی مثال دی۔ کس طرح اس کو اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی۔

پھر آپ نے مذہب اسلام کے زندگی بخش ہونے کے بارے میں فرمایا کہ:

''کوئی مذہب بغیر نشان کے انسان کو خدا سے نزدیک نہیں کرسکتا اور نہ گناہ سے نفرت دلاسکتا ہے۔ مذہب مذہب پکارنے میں ہر ایک کی بلند آواز ہے لیکن کبھی ممکن نہیں کہ فی الحقیقت پاک زندگی اور پاک دلی اور خدا ترسی میسر آسکے جب تک کہ انسان مذہب کے آئینہ میں کوئی فوق العادۃ نظارہ مشاہدہ نہ کرے۔ نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو۔ اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہوسکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور ابراہیم اور یعقوب اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی انہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو۔ یقین نیا ہو۔ نشان نئے ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ قصوں کہانیوں کے جال میں گرفتار ہیں۔ دل غافل ہیں اور زبانوں پر خدا کا نام ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین کے شوروغوغا تمام قصے اور کہانیاں ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو اس وقت کئی سو برس کے بعد اپنے کسی پیغمبر یا اوتار کے ہزار ہا معجزات سناتا ہے وہ خود اپنے دل میں جانتا ہے کہ وہ ایک قصہ بیان کر رہا ہے جس کو نہ اُس نے اور نہ اُس کے باپ نے دیکھا اور نہ اس کے دادے نے اس کی خبر ہے۔ وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں تک اس کا یہ بیان صحیح اور درست ہے کیونکہ یہ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ ایک تنکے کا پہاڑ بنا دیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ تمام قصے جو معجزات کے رنگ میں پیش کئے جاتے ہیں ان کا پیش کرنے والا خواہ کوئی مسلمان ہو یا عیسائی ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے یا کوئی ہندو ہو جو اپنے اوتاروں کے کرشمے کتابیں اور پستک کھول کرسناتا ہے یہ سب کچھ ہیچ اور لاشے ہیں اور ایک کوڑی ان کی قیمت نہیں ہوسکتی جب تک کہ کوئی زندہ نمونہ ان کے ساتھ نہ ہو۔ اور سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ زندہ نمونہ ہے۔'' کل مبشر کاہلوں صاحب کی ایک تقریر بھی ہو رہی تھی انہوں نے صحابہ کے بھی اور بعد کے لوگوں کے بھی کئی نمونے دکھائے۔ اور یہ روز ہم دیکھتے رہتے ہیں۔'' کیا کوئی دل اور کوئی کانشنس اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اس کی سچائی کی چمکیں اور سچائی کے نشان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور ان ہدایتوں کے بھیجنے والے کے منہ پر ہمیشہ کے لئے مہر لگ گئی ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ہر ایک انسان جو سچی بھوک اور پیاس خدا تعالیٰ کی طلب میں رکھتا ہے وہ ایسا خیال ہرگز نہیں کرے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ سچے مذہب کی یہی نشانی ہو کہ زندہ خدا کے زندہ نمونے اور اس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور اس مذہب میں تازہ بتازہ موجود ہوں۔'' (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 498-497)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ پہلے نبی ایک خاص قوم اور خاص ملک کے لئے آیا کرتے تھے اس لئے ان کی تعلیم وہیں تک تھی اور جیسا کہ مَیں نے پہلے حوالہ پڑھ دیا ہے اسلام نے فرمایا ہے۔ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (المائدہ: 4) یعنی آج میں نے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت کو پورا کیا ہے۔ پس اسلام تمام مسائل کا حل ہے اور تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔

پھر آپ وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔'' (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

کسی تلوار سے نہیں، کسی خون خرابے سے نہیں بلکہ دعاؤں اور اخلاق پر زور دینے سے۔ پس آج یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ماننے والوں کا کام ہے کہ جس توحید کو پھیلانے اور جس مذہب کے قائم کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ وہ مذہب جس نے اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا کا اعلان کیا۔ وہ مذہب جس میں تاقیامت پیدا ہونے والے تمام امور و مسائل کا حل پیش کر دیا گیا ہے۔ وہ مذہب جو آج بھی زندہ خدا سے تعلق جڑواتا ہے۔ وہ مذہب جو زندہ خدا کے وجود کے نشانات دکھاتا ہے۔ وہ مذہب جس نے آخرین میں بھی اپنا رسول بھیج کر اسے پہلوں سے ملا دیا تاکہ مذہب کی حقیقت معلوم ہو۔ وہ مذہب جس نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہونے کا طریق بتاکر اور پھر اسے قائم کرکے مومنین کے خوف کو امن میں بدل دیا۔ وہ مذہب جس نے اپنے امن اور سلامتی کے پیغام کو روز روشن کی طرح آج بھی خلافت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے دنیا پر واضح کرکے اور چمکا کر دکھا دیا۔ اس پیغام کو دنیا تک پہنچائیں۔ ان تمام اعتراض کرنے والوں کے منہ بند کردیں جو کہتے ہیں مذہب اس زمانے کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ جو کہتے ہیں آجکل کی ترقی یافتہ دنیا میں جہاں سائنس نئے نئے عجوبے دکھا رہی ہے مذہب کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ انہیں بتادیں کہ مذہب اسلام خدا تعالیٰ کی ایک جامع تعلیم ہے اور سائنس اس کے تابع ہے۔ انہیں بتادیں کہ خارق عادت نشانات کوئی پرانے قصے نہیں ہیں بلکہ آج کی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے نشانات جماعت احمدیہ انہیں دکھاسکتی ہے اور دکھاتی ہے۔ انہیں بتادیں کہ دعاؤں کی قبولیت کوئی فرسودہ باتیں نہیں بلکہ آج بھی اسلام کا زندہ خدا اس کے خارق عادت نشانات دکھاتا ہے۔ اور دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا احمدی یہ نشانات مشاہدہ کرتا اور دیکھتا ہے۔ دنیا کو بتادیں کہ اسلام ہی اب دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہی حقیقی امن کی ضمانت ہے اور اسلام کے زندہ خدا کو ماننے اور اس سے تعلق جوڑنے میں ہی تمہاری دنیا وآخرت کی زندگی ہے۔ آج دنیا میں احمدی مسلمانوں کے علاوہ کوئی اور نہیں جو یہ حقائق دنیا پر آشکار کر سکے۔ پس اٹھیں اور اس اہم فریضے کو ادا کرنے کے لئے اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے اپنی تمام تر استعدادیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنی دعاؤں کو بھی انتہا تک پہنچادیں اور غم دنیا کو خود پر اس طرح حاوی کرلیں کہ عرش کا خدا ہمارے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہماری کوششوں کو بے انتہا برکت سے بھر دے۔ اور رُوئے زمین پر ایک ہی مذہب ہو اور ایک ہی رسول ہو اور ایک خدا ہو جو واحد و یگانہ ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہو۔ جس کی عبودیت کا حق ادا کیا جاتا ہو۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ دعا میں دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کے لئے جو کسی بھی رنگ میں کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہے ان کے لئے دعا کریں۔ مسلم اُمّہ کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو پریشانیوں اور دکھوں سے بچائے اور لیڈروں اور نام نہاد مذہبی رہنماؤں اور گروپوں کے ہاتھ جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور ظلم کر رہے ہیں ان کو ان کے ظلموں سے روکے۔ اسی طرح دنیا کی بہتری کے لئے بھی دعا کریں۔ دنیا بھی جس طرف جارہی ہے وہ بڑی خطرناک صورتحال پیدا ہو رہی ہے جو کسی ملک میں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا کو تباہی سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ مجھے اطلاع ملی تھی جلسے کے دوران یہاں بعض عورتوں کو چوٹیں بھی لگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحت عطا فرمائے ان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی اپنی حفاظت میں اپنے اپنے گھروں میں لے کر جائے۔ ہم سب ایمان میں ترقی کرنے والے ہوں۔ ہمیشہ ہم سب کو، مجھے بھی، آپ کو بھی، دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

دعا کرلیں۔ (دعا)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014-15ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر158)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ نومبر/دسمبر 2014ء اور جنوری 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے،اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔آمین

....

عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے جلوس

ربوہ؛ 4/جنوری 2015: گزشتہ رپورٹ میں ہم نے عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر ربوہ سے تین مختلف جلوسوں کے نکلنے کا ذکر کیا تھا۔ان میں سے آخری جلوس کوٹ وساوا کی مسجد احرار سے برآمد ہوا۔ان جلوسوں پر ملّاں کی جانب سے 'میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم' کے موقع کی مناسبت سے کی جانے والی تقاریر میں سے بعض بیانات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔یاد رہے کہ یہ بیانات پاکستان کی اردو اخبارات میں شائع شدہ ہیں:

''عالمی استعمار امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے مسلمانوں پر ظلم وسفّا کی کی انتہا کردی ہے جبکہ قادیانی گروہ استعماری قوتوں کا آلۂ کار بن کر مسلمانوں کے عقیدے پروار کررہا ہے۔''

(سید محمد کفیل بخاری، روزنامہ پاکستان لاہور 16/جنوری 2015ء۔دینی ایڈیشن)

''قادیانیو! دعوت حق کو قبول کرو یا غیر مسلم اقلیت اور کافر بن کر رہو!''

(محمد مغیرہ، روزنامہ پاکستان لاہور 16/جنوری 2015ء۔دینی ایڈیشن)

'1973ء کا آئین ایک مقدّس آئین ہے۔اس میں موجود ختمِ نبوّت کا قانون دوسرے تمام قوانین پر بھاری ہے۔حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے میں سنجیدہ نظر نہیں آتی۔لیکن ہم ختمِ نبوّت کے لئے قربانی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔'

(عبداللطیف خالد چیمہ، روزنامہ ایکسپریس فیصل آباد، 6/جنوری 2015ء)

'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بارہ سو صحابہ نے ختمِ نبوّت کی حفاظت کے لئے شہادت قبول کی اور مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔'

(مفتی حسنی، روزنامہ پاکستان لاہور، 8/جنوری 2015ء)

'یہ مشن منکرینِ ختمِ نبوّت کے ختم ہونے تک جاری رہے گا۔'

(زاہدالراشدی، روزنامہ اسلام لاہور، 8/جنوری 2015ء)

ان جلسوں اور جلوسوں میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف نفرت پھیلانے کے ساتھ ساتھ بآوازِ بلند جماعتِ احمدیہ کے خلاف نعرہ بازی کی گئی اور حضرت بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ اور جماعتِ احمدیہ کے بزرگان کو برا بھلا کہا گیا۔

قارئین کے لیے یہ بات دلچسپی کا باعث ہوگی کہ ملّاں کی جانب سے یہ تمام اشتعال انگیزی کی کارروائیاں پاکستان میں جماعتِ احمدیہ کے مرکزی شہر ربوہ کے اندر ہورہی تھیں جہاں کی 95 فیصد آبادی احمدیوں پر مشتمل ہے۔لیکن احمدی اس تمام نفرت اور شرّ انگیزی کے جواب میں اپنے پیارے امام کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اسلام کی حقیقی اور عملی تصویر پیش کرتے رہے۔ہمیشہ کی طرح انہوں نے اس مرتبہ بھی ضبط،صبر اور تحمّل کو ہاتھ سے جانے نہ دیا اور اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے بابرکت دن کو ایک طرف محبت رسول کا دعویٰ کرنے والے 'مسلمان' معصوم اور بے ضرر احمدی مسلمانوں اور ان کے بزرگوں کو برا بھلا کہہ کر منا رہے تھے تو دوسری جانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہونے والے احمدی مسلمان اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجتے ہوئے حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و وفا کا اظہار کررہے تھے۔حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

اس قسم کی کانفرنسز سے فائدہ اٹھا کر پاکستان کے لوگوں کو نہ صرف جماعتِ احمدیہ کے خلاف اشتعال دلایا جاتا ہے بلکہ 'جہاد' کے مقدّس اور بابرکت فریضہ کے نام پر لوگوں کو دہشتگردی اور شدّت پسندی کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔

اس کانفرنس کے موقع پر 'تحریکِ طلبۂ اسلام' کا ڈیسک لگایا گیا تھا جہاں پر ریکروٹنگ کی گئی۔ایک اور کیمپ 'فہمِ ختمِ نبوّت کورس' والوں کا تھا جو کہ تحریکِ ختمِ نبوّت تلہ گنگ کے ممبرز کی طرف سے لگایا گیا تھا۔

اس کانفرنس کا ایک اجلاس تحریکِ طلبۂ اسلام کے زیرِ انتظام کروایا گیا جس میں متعدد ملّاؤں نے تقریریں کیں۔

کانفرنس کے شاملین نے احرار کا خاص لباس یعنی سرخ قمیص اور سفید شلوار پہن رکھی تھیں۔

ختمِ نبوّت کے بینرز ربوہ اور چنیوٹ میں متعدد مقامات پر آویزاں کیے گئے تھے۔

مقامِ کانفرنس سے احمدیوں کے خلاف نفرت اور اشتعال سے بھرے ہوئے نعرے لگاتار سنے جاتے رہے۔

اس کانفرنس میں بعض ریزولیشنز پاس کی گئیں جن میں سے کچھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

☆ گستاخِ رسول کو سزائے موت دی جائے۔

☆ ممتاز قادری (قاتل گورنر پنجاب سلمان تاثیر) کو رہا کیا جائے۔

☆ اقوامِ متحدہ کو تمام انبیاء کی حرمت کا قانون پوری دنیا میں رائج کرنا چاہیے اور احمدیوں کو اسلام کے نام پر اپنی کارروائیاں کرنے سے روکنا چاہیے۔

☆ احمدیوں کے تمام رسائل بشمول 'روزنامہ الفضل' کی اشاعت پر پابندی عائد کی جائے۔

☆ احمدیوں کو کلمہ طیبہ اور دیگر اسلامی عبارات کے استعمال سے روکا جائے۔

☆ احمدیوں کی عبادتگاہوں کی عمارتوں کی مساجد سے مشابہت ختم کی جائے۔

☆ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھا جائے۔

☆ 1984ء کے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس پر پوری طرح عملدرآمد کروایا جائے۔

☆ ربوہ اور پورے ملک کے ادارہ جات میں کام کرنے والے احمدی افراد کا ریکارڈ چیک کروایا جائے۔

☆ ملکی تعلیمی ادارہ جات کے نصاب سے اسلامی تعلیمات کو حذف کرنے کی کوشش کو ناکام بنایا جائے۔

☆ احمدیوں کو سِول سروسز، افواجِ پاکستان اور فارن آفس کی کلیدی آسامیوں سے فارغ کیا جائے۔

☆ ملک کے خلاف احمدیوں کی ریشہ دوانیاں عروج پر ہیں۔ان کا سدِّ باب کیا جائے کیونکہ ان کی وجہ سے ملک میں سیاسی بحران پیدا ہورہا ہے۔

☆ حکومت کی دوغلی پالیسی کی وجہ سے گستاخانِ رسول اور مرتدوں کی کارروائیاں اب تک جاری ہیں۔انہیں ختم کیا جائے۔

☆ ملک میں اسلامی قوانین رائج کیے جائیں۔

اس کانفرنس کے بعد شرکاء نے سہ پہر تین بجے کے قریب ایک جلوس کی شکل اختیار کی۔اس جلوس میں بسیں، ویگنیں، کاریں اور رکشے بھی شامل تھے۔اس جلوس میں اطلاعات کے مطابق پندرہ سو کے قریب لوگ شامل تھے۔

یہ جلوس ربوہ کی مختلف سڑکوں سے گزرتا ہوا اقصیٰ چوک پر پہنچا اور پھر یہاں سے ایوانِ محمود پہنچ کر اس کے سامنے ایک اور جلسہ کیا گیا جس میں چار ملّاؤں نے تقاریر کیں۔یہ تقاریر بھی محض جھوٹ کا پلندہ اور حقیقت سے دور باتوں کو اچھالنے اور احمدیوں اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف بدزبانی کے سوا اور کچھ نہ تھیں۔ملّاں نے ربوہ کے احمدیوں کو 'اسلام' قبول کرنے کی دعوت دی۔

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

یہاں ملّاں کی اسلام قبول کرنے کی دعوت سے یقیناً مراد ملّاں کے اسلام کو قبول کرنا معلوم ہوتی ہے۔ورنہ تمام احمدی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پکے مسلمان ہیں اور ارکانِ اسلام وارکانِ ایمان پر پوری طرح کاربند بھی۔

حضرت نبی پاک رحمۃ للعالمین سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی آڑ میں کیا جانے والا یہ تمام تر تماشہ پاکستان کی حکومت اور انتظامیہ کی اجازت اور تعاون سے کیا گیا۔ایک جانب حکومت دہشتگردی کے خلاف جاری کردہ اپنی پالیسی میں فرقہ واریت اور شدّت پسندی کے خلاف زیرو ٹالرینس (Zero Tolerance) کا نام لے رہی ہے تو دوسری جانب شریف اور محبّ وطن احمدیوں کو ان کی اکثریت والے شہر کے اندر ہراساں کیا جاتا ہے۔غالباً حکومت کی شدّت پسندی کے خلاف جاری پالیسی میں 'احمدی' بطور ایک 'استثناء' کے شمار کیے جاتے ہیں!

عوام کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے! شاید 'پاکستان' کو یاد نہیں کہ یہ جلسہ 'مجلسِ احرار' کی جانب سے کیا گیا تھا جو کہ تاریخ کے آئینہ میں اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے مذہب کے بے دریغ استعمال کے سبب بدنام ہے۔اسی تنظیم نے 1953ء میں فسادات برپا کر کے دنیا بھر میں پاکستان کے امیج کو شدید نقصان پہنچایا تھا اور اس دور میں ان پر حکومت کی جانب سے پابندی عائد کردی گئی تھی۔اب یہ تنظیم دوبارہ ختمِ نبوّت کی تنظیم کے سہارے غالباً اپنی ساکھ کو بحال کرنا چاہتی ہے تاکہ پاکستان کی سیاست میں قدم رکھ کر ایوانِ اقتدار تک رسائی حاصل کرسکے۔اللہ تعالیٰ وطنِ عزیز کی ہر لحاظ سے حفاظت کے سامان پیدا فرمائے۔آمین

....

احمدی ڈاکٹر پر تیزاب پھینک دیا گیا!

میو ہسپتال، لاہور؛ 29/دسمبر 2014ء: یہ شام چھ بجے کا واقعہ ہے کہ ایک احمدی ڈاکٹر قاضی منور احمد اپنے کلینک سے پارکنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔شام کے ملگجی اندھیرے اور دھند کی وجہ سے ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا کہ ایک سڑک کے موڑ سے کچھ نامعلوم حملہ آوروں نے انسانیت کی خدمت کرنے والے اس مسیحا کے چہرے پر صرف اس وجہ سے تیزاب پھینک دیا کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ظہور پذیر ہونے والے مسیحِ محمدی پر ایمان لانے والوں میں شامل تھے۔اس تیزاب سے ان کا چہرہ بری طرح زخمی ہوگیا۔انہیں فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا۔تیزاب کی مقدار اور تیزی کی وجہ سے انہیں کافی تکلیف بھی تھی اور ان کا چہرہ بھی بری طرح جھلس گیا۔

یاد رہے کہ ڈاکٹر قاضی منوّر احمد پر اس سے قبل بھی تیزاب پھینکنے کی کوشش ہوچکی ہے۔لیکن انہوں نے اہلِ علاقہ کے پرزور اصرار پر اپنا کلینک نہیں چھوڑا تھا اور وہاں بدستور پریکٹس جاری رکھی تھی۔ان کا علاج اس وقت جاری ہے۔

....

مذہب کی بنیاد پر احمدی اساتذہ نوکری سے فارغ

اٹک؛ نومبر/دسمبر 2014ء: اٹک میں ایک انتہائی نامعقول واقعہ پیش آیا۔تفصیلات کے مطابق پنجاب کالج میں اسلامک سٹڈیز کی کلاس میں ایک غیر احمدی ٹیچر طاہر نعیمی نے ایسا کچھ کہا کہ اس کے خلاف باقاعدہ لٹریچر شائع کرکے اسے گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا گیا اور اس کے خلاف جلوس نکالا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ غلط طور پر یہ مشہور کردیا گیا کہ وہ احمدی ہے۔بہرحال جب جلوس چھ کلومیٹر کا لمبا فاصلہ طے کرکے جماعتِ احمدیہ کے خلاف نعرے بازی کرتا ہوا پنجاب کالج کے پاس پہنچا تو اس استاد نے اپنی صفائی کالج کی انتظامیہ اور پولیس کے سامنے پیش کردی اور انہیں یہ بھی بتادیا کہ وہ احمدی نہیں!

پنجاب گروپ آف کالجز کی انتظامیہ نے اس جلوس کے نتیجہ میں اپنے تعلیمی ادارہ جات سے دو احمدی اساتذہ (راحیل انجم، راولپنڈی کالج آف کامرس، کامرہ کینٹ اور احمد سعید، الائیڈ سکول، پنجاب کالج اٹک شہر) کو نوکری سے فارغ کردیا۔معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب گروپ آف کالجز کی انتظامیہ نے ملّاں کے خوف سے یہ سب کیا۔

....

شقیّ القلب ملّاں کا زہریلا پراپیگنڈا

شادمان، لاہور؛ 11/دسمبر 2014ء: ایک پرائیویٹ انسٹیٹیوٹ 'نوبیل کالج' کی انتظامیہ نے اپنے کالج میں دعوتِ اسلامی کے ملّاؤں (سبز پگڑی والے) کو ختمِ نبوّت کے موضوع پر ایک پروگرام کرنے کی اجازت دی جس میں کالج کی ایڈمنسٹریشن، اساتذہ اور طلباء نے شرکت کی۔اس پروگرام میں ایک تقریر کے دوران شقیّ القلب ملّاں نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر شرکاء کو دکھا کر بدزبانی نہ صرف خود کی بلکہ تقریب میں شامل طلباء سے کہا کہ وہ بھی ملّاں کے الفاظ کو دوہرائیں۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا! اس تقریب میں روزی روٹی کی خاطر جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرنے والے ملّاں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ، معجز نما اور انقلاب آفرین کلام سے بعض حصے بغیر سیاق وسباق کے پیش کرکے حاضرین کو جماعتِ احمدیہ اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اشتعال دلایا اور سب مل کر آپ علیہ السلام کے خلاف بدزبانی کرتے رہے۔(انّا للہ و انّا الیہ راجِعون)

یہ ملّاں اس 'تعلیمی' ادارے میں تین روز تک زیرِ قیام رہے اور زہر بجھی زبانوں سے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف زہر آلود کرتے رہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اور تربیت اولاد

ماہنامہ خالد فروری 2010ء میں مکرم عبدالکبیر قمر صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بچوں کی تربیت کے حوالہ سے چند امور بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیحد مصروف الاوقات ہونے کے باوجود بچوں کی تربیت کی طرف پوری طرح متوجہ رہتے اور جن مختلف طریقوں سے بچوں کی تربیت فرماتے ان میں سے اوّل طریق دعا تھا۔ چنانچہ آپؑ خود فرماتے ہیں: ''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔''

☆ بڑوں کے ادب کی تعلیم دینے کے حوالہ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے حجرہ میں کھڑے تھے۔ والدہ صاحبہ بھی غالباً پاس تھیں۔ میں نے کوئی بات کرتے ہوئے مرزا نظام الدین صاحب (جو حضرت مسیح موعودؑ کے شدید معاند تھے) کا نام لیا تو صرف ''نظام الدین'' کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ''میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے اس طرح نام نہیں لیتے''۔

☆ ایک دفعہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے طلبہ کو مضمون دیا گیا کہ ''علم اور دولت کا مقابلہ کرو۔'' حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے اس پر بہت غور و فکر کی اور بعض ہم مکتب اور ہم جماعتوں سے بحث بھی کی، مگر آپ کے قلب مطہر نے علم اور دولت میں سے کسی کو کافی اور یقینی طور پر بہتر ہونے کا فتویٰ نہ دیا۔ کھانے پر جب حضور علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے تو آپؓ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ سے پوچھا کہ علم اچھا ہے یا دولت؟ حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ تو خاموش رہے البتہ حضور علیہ السلام نے یہ بات سن کر فرمایا: ''بیٹا محمود! توبہ کرو۔ توبہ کرو۔ نہ علم اچھا نہ دولت۔ خدا کا فضل اچھا ہے''۔

☆ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی روایت کرتے ہیں: ''حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں شوخی کریں، سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لیے حد سے زیادہ اصرار کریں آپ نہ تو کبھی مارتے ہیں، نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔ محمود (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کوئی تین برس کا ہوگا۔ آپ لدھیانہ میں تھے۔ میں بھی وہیں تھا مردانہ اور زنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے اِدھر اُدھر کی باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اسے گود میں لیے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چُپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا: دیکھو محمود! کیسا تارا ہے۔ بچہ نے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہوا۔ پھر وہی رونا اور چلاّنا اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ ''ابا تارے جانا''۔ کیا مجھے مزا آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا۔ یہ اچھا ہوا، ہم نے ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضدّ کی راہ نکال لی۔ آخر بچہ روتے روتے خود ہی تھک گیا، چپ ہوگیا، مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔''

☆ مکرم خان محمد یحیٰی صاحب بیان کرتے ہیں: ''حضرت (اماں جانؓ) کو کسی کام کی ضرورت پیش آتی تو ہم بورڈنگ تعلیم الاسلام کے چھوٹے چھوٹے بچے جو اُن دنوں موجودہ مدرسہ احمدیہ میں ہی رہتے تھے، کام کرنے کی خاطر شوق سے آجاتے۔ مجھے یاد ہے کہ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم بچوں کے متعلق دریافت فرماتے۔ یہ کون ہے، وہ کون ہے؟ خاکسار کے متعلق ایک مرتبہ دریافت فرمایا تو حضرت (اماں جانؓ) نے فرمایا۔ انوار حسین صاحب آموں والے کے لڑکے ہیں۔ فرمانے لگے کہ اس کو کہو کہ بیٹھ جائے اور کام نہ کرے۔ مجھے بٹھا دیا اور دوسرے لڑکے کام کرتے رہے۔''

☆ مکرم خان محمد یحیٰی صاحب بیان کرتے ہیں: ''ایک مرتبہ سخت سردی پڑی جس سے ڈھاب کا پانی بھی جمنے لگا۔ ان ایام میں، مَیں گرم علاقہ کا رہنے والا ہونے کے باعث سردی زیادہ محسوس کرتا تھا اور بورڈنگ میں تقریباً سب لڑکوں سے چھوٹا تھا۔ فجر کی نماز کے لیے مَیں بھی سردی محسوس کرتا تھا۔ حضور سے غالباً ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے سابق مہر سنگھ نے ذکر کیا ہوگا۔ انہوں نے ایک دن میرے پاس آکر کہا کہ حضور نے فرمایا ہے: اس چھوٹے بچہ کو سردی میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے اسے مسجد میں نماز فجر کے لیے نہ لے جایا کرو۔ اس دن سے مجھے فجر کی نماز سردیوں بھر بورڈنگ میں ادا کرنے کا حکم مل گیا۔''

محترم شیخ خورشید احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم نومبر 2010ء کے مطابق محترم شیخ خورشید احمد صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ 18 اکتوبر 2010ء کو کینیڈا میں بعمر 97 سال وفات پاگئے۔

آپ محترم شیخ سلامت علی صاحب کے بیٹے اور حضرت مولوی فرزند علی خان صاحب سابق امام مسجد لندن کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ جوانی میں ہی فوت ہوگئی تھیں۔ آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا اور پھر ادیب عالم اور ادیب فاضل کے امتحان پاس کئے جن کا نصاب ایم اے اردو کے برابر تھا۔ 1938ء میں آپ کا پہلا مضمون الفضل میں شائع ہوا۔ بعدازاں غیرمبائعین کے بارہ میں کئی مضامین شائع ہوئے جنہیں حضرت مصلح موعودؓ نے بہت پسند فرمایا۔ یکم مئی 1946ء کو آپ اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل متعین ہوئے اور 33 سال تک اس شعبہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1942ء میں آپ نظام وصیت سے منسلک ہوئے تھے۔ اکتوبر 1946ء میں آپ اُس تاریخی سفر میں شامل تھے جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے قائداعظم محمد علی جناح اور دیگر معروف سیاسی لیڈروں سے ملاقات فرمائی۔

محترم شیخ صاحب آٹھ سال تک ماہنامہ ''تشحیذالاذہان'' کے ایڈیٹر بھی رہے۔ صدر نگران بورڈ الفضل بھی رہے۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم اطفال اور انصاراللہ میں نائب قائد بھی رہے۔ ستمبر 1985ء سے دسمبر 1986ء تک ایڈیٹر مصباح رہے۔ 2005ء میں عمرہ کی سعادت پائی۔ آپ نے تین کتب ''راہ ایمان''، ''بچوں کے لئے مختصر تاریخ احمدیت'' اور ''جوئے شیریں'' مدوّن کیں جنہیں غیرمعمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔

محترم شیخ صاحب نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃاللطیف خورشید صاحبہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

مکرمہ رضیہ اختر صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 جنوری 2011ء میں مکرمہ ف۔ انور ورک صاحبہ نے اپنی والدہ مکرمہ رضیہ اختر صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

مکرمہ رضیہ اختر صاحبہ سیالکوٹ کے ایک چھوٹے سے گاؤں کوٹ کرم بخش میں پیدا ہوئیں۔ آپ کی پیدائش بہت دعاؤں سے ہوئی تھی۔ اس سے قبل میرے نانا، نانی کے کافی بچے فوت ہوگئے تھے۔ پھر امّی کی پیدائش ہوئی تو نام تو ان کا رضیہ اختر رکھا گیا لیکن گاؤں کے لوگ انہیں (جیواں) یعنی زندہ رہنے والی کہہ کر پکارتے۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں اپنے ماموں زاد سے شادی ہوئی۔ بچے بھی ہوئے۔ آپ گاؤں کے مڈل سکول میں معلّمہ کے طور پر پڑھاتی رہیں۔ 35 سال بعد ریٹائرڈ ہوئیں۔

آپ بہت دعا گو تھیں اور نمازوں کی اتنی دلدادہ تھیں کہ وقت سے بہت پہلے نماز کی تیاری شروع کر دیتیں۔ ہم نے ہمیشہ آپ کو تہجد اور اشراق پڑھتے دیکھا۔ نماز کے لئے کھڑی بعد میں ہوتیں اور رقّت پہلے طاری ہوجاتی۔ یوں اپنے خدا سے راز و نیاز کرتیں کہ پتہ ہی نہ چلتا کہ کتنی دیر سے جائے نماز پر کھڑی ہیں۔ آپ کی ایک آنکھ کی نظر تو جوانی میں ہی ضائع ہوگئی تھی اور دوسری آنکھ بھی کافی کمزور تھی لیکن اس کے باوجود روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرتیں اور الفضل کا مطالعہ کرتیں۔

آپ لمبا عرصہ گاؤں میں صدر لجنہ رہیں۔ دعوت الی اللہ کا ایک جنون تھا جس کے لئے قریبی دیہات میں بھی جایا کرتیں۔ اس کے نتیجہ میں کئی پھل حاصل ہوئے۔ بچوں کو ہمیشہ دینی خدمت کرنے کی تلقین کرتیں۔ ایک بار مَیں نے ایک دنیاوی کام شروع کیا تو اسی دن شام کو امّی کا فون آگیا کہ دنیاوی کاموں میں اتنا مصروف نہ ہوجانا کہ جماعتی کام پسِ پُشت چلے جائیں۔

خلفاء احمدیت سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔ دعا کے لئے کثرت سے انہیں لکھتیں۔ قادیان جلسہ پر جانے کی خواہش بھی اللہ نے پوری کی۔ خدمت خلق کا بے انتہا جذبہ تھا۔ ہر رمضان میں چند نئے کپڑے غرباء میں تقسیم کردیتیں۔ موصیہ تھیں۔ انتہائی بھرپور زندگی گزار کر 13 مئی 2010ء کو بوقت مغرب وضو کر کے بیٹھی ہی تھیں کہ وفات پاگئیں۔ عمر قریباً 71 برس تھی۔

محترم ڈاکٹر شیخ محمد حنیف صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5 جنوری 2011ء میں مکرم عبدالقدوس ناصر صاحب نے اپنے نانا مکرم ڈاکٹر شیخ محمد حنیف صاحب (سابق امیر بلوچستان) کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم شیخ محمد حنیف صاحب ڈیرہ اسماعیل خان میں 1922ء میں پیدا ہوئے اور 9 دسمبر 1993ء کو لاہور میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے والد شیخ کریم بخش صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت کوئٹہ) بھی جماعت احمدیہ کے ایک فدائی خادم دین تھے۔

محترم شیخ محمد حنیف صاحب کو 28 سال ضلع کوئٹہ و صوبہ بلوچستان کے امیر جماعت رہنے کا اعزاز حاصل رہا۔ آپ کی وفات کے اگلے روز 10 دسمبر 1993ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے بہت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

''......ان سے میرا بہت پرانا تعلق تھا اور اس تعلق کی بنا ان کا اخلاص اور خلافت سے ان کی وابستگی تھی۔ اتنا گہرا عشق تھا خلافت سے اور ایسی وابستگی تھی کہ یہی ہمارے تعلق کی بنا بنی۔ آپ ایک لمبا عرصہ تک صدسالہ جوبلی کمیٹی کے صدر رہے۔ قضا بورڈ کے ممبر رہے، خلافت کمیٹی کے ممبر رہے، قرآن مجید کی منتخب آیات کا اور احادیث کا ترجمہ بلوچی زبان میں کیا۔ کوئٹہ کی امارت کے دوران وہاں بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے مگر آپ نے بہت ڈٹ کر مقابلے کئے۔ غیروں کی طرف سے جو بار بار سخت ابتلا جماعت پر لادے گئے ان ابتلاؤں میں آپ بھی ثابت قدم رہے اور جماعت کو بھی ثابت قدم رکھا، بڑے حوصلے صبر و ہمت کے ساتھ ان کے مقابلے کئے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے زمانے میں وہ ہمارے گھر ربوہ میں آکر ٹھہرتے تھے اور بہت ہی محبت اور پیار کا تعلق تھا۔ خلافت کے ادب و احترام میں آپ ننگی تلوار تھے اور خلافت کے متعلق کسی کی ادنیٰ سے ادنیٰ بات جو آپ کے خیال میں خلافت کا کماحقہٗ حق ادا نہیں کررہی آپ کبھی بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ جماعت کے عاشق اور خدمت گزار بھی تھے۔ بہت اچھے ہومیوپیتھک ڈاکٹر تھے۔ ہومیوپیتھی مجھ سے سیکھی تھی مگر بہت جلد مجھے سکھانے لگ گئے۔ بہت ہی ہردلعزیز تھے۔ فوج میں آپ کے مریض بھی بڑی کثرت سے تھے اور مرید بھی بڑی کثرت سے تھے۔ سپاہی سے لے کر جرنیل تک ان کے مدّاح اور حلقہ بگوش تھے''۔

محترم شیخ صاحب کی بیٹی مکرمہ امۃالحئی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ والد صاحب اپنی نوجوانی ہی میں دین کی خدمت بڑی محنت لگن سے دیوانہ وار کرتے اور شادی اور بچوں کی پیدائش کے بعد بھی دین کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ قیام صلوٰۃ کا بہت اہتمام کرتے اور جب بھی گھر پر ہوتے تو اپنی بچیوں کو بڑی محبت سے نماز باجماعت کی طرف توجہ دلاتے اور نماز باجماعت پڑھاتے۔ جب طبیعت ناساز ہوتی تو احباب جماعت جو آسکتے تھے ان کو گھر پر بلاتے اور باجماعت نماز ادا کرتے۔ کوئٹہ کے احباب جماعت کی اکثریت آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتی، ہر مشکل و آسانی کے وقت آپ کے ساتھ ہوتی۔ خلافت سے والہانہ محبت کرتے اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے ارشادات کو اوّلین ترجیح دیتے اور احباب جماعت کو بھی خلیفۂ وقت کی اطاعت کی تلقین کرتے۔

آپ گھر پر تو کم ہی رہتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ربوہ سے کئی روز کے دورے کے بعد واپس گھر آئے اور ان کے پہنچنے سے پہلے ہی حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کا پیغام بذریعہ تار موصول ہوا ہوتا کہ فوراً واپس ربوہ آجائیں ضروری کام ہے، اور آپ اُسی وقت واپس ربوہ کے لئے روانہ ہو جاتے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالث کا آپ سے بہت ہی محبت اور شفقت کا تعلق تھا۔ ایک دفعہ حضورؒ اپنی ناسازیٔ طبع کی وجہ سے دفتر تشریف نہ لائے اور اپنے کمرہ میں ہی آپ کو ملاقات کے لئے یاد فرمالیا۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 20, 2015 – March 26, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 20, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat: Surah Al-Qaari'ah, Surah At-Takaathur, Surah Al-Asr and Surah Al-Humazah with Urdu translation.
00:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 39.
00:50	Peace Conference 2015: Rec. March 14, 2015.
02:25	Spanish Service: Lesson no. 13.
03:00	Pushto Muzakarah: The topic is 'Seerat Hazrat Musleh Ma'ood[ra]'.
03:40	Tarjamatul Quran Class: Surah Saad, verses 28-65. Class No. 236, recorded on March 24, 1998.
04:45	Liqa Maal Arab: Session no. 19.
06:00	Tilawat: Surah Al-Feel, Surah Quraish, Surah Al-Maa'oon, Surah Al-Kauthar, Surah Al-Kaafiroon with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 40.
06:50	Huzoor's Address To Dutch Guests: Recorded on May 19, 2012.
07:15	Discover Alaska: Programme no. 11.
07:50	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 33.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on February 21, 2015.
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 57.
11:35	Tilawat: Surah Ash-Shooraa, verses 40-54.
11:50	Seerat-un-Nabi: The topic is 'his high standard of hospitality'.
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane: Recorded on May 4, 2011.
15:50	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:20	Friday Sermon[R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
17:55	World News
18:25	Huzoor's Address To Dutch Guests [R]
18:45	Discover Alaska [R]
19:25	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:05	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
20:55	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday March 21, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
00:35	Yassarnal Qur'an [R]
00:55	Huzoor's Address To Dutch Guests [R]
02:05	Friday Sermon: Recorded on March 13, 2015.
03:10	Rahe Huda [R]
04:45	Liqa Maal Arab: Session no. 20.
06:00	Tilawat: Surah An-Nasr, Surah Al-Lahab, Surah Al-Ikhlaas, Surah Al-Falaq, Surah An-Naas with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Patience'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 30.
07:00	Peace Conference 2015: Rec. March 14, 2015.
08:30	International Jama'at News
09:00	Question And Answer session: Recorded on December 03, 1995, part 2.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 1-28.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight: Part 1 of an interview about the life of Maulana Abdul Malik Khan.
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Peace Conference 2015 [R]
19:55	Faith Matters: Programme no. 162.
20:45	International Jama'at News [R]
21:15	Rah-e-Huda [R]
20:50	Friday Sermon [R]

Sunday March 22, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:20	Peace Conference 2015 [R]
02:55	Friday Sermon: Recorded on March 20, 2015.
04:05	Spotlight [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 21.
06:05	Tilawat: Surah Al-Faatiha and Surah Al Baqarah, verses 1-10 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatein Karein: The topic 'the existence of God Almighty'. Part 2.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 40.
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on September 12, 2012 in Canada.
08:00	Faith Matters: Programme no. 162.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 22, 1998. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 14, 2014.
12:10	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 29-51.
12:25	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 20, 2015.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on July 07, 2011.
15:10	Seerat Hazrat Masih Ma'ood
15:40	Islami Mahino Ka Ta'aruf: This episode is about the month of Jumada-al-Sani.
16:00	Live Press Point
17:05	Kids Time: Programme no. 18,
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:35	Roots To Branches: Programme no. 5.
21:00	Press Point [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday March 23, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
00:55	Yassarnal Quran [R]
01:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat [R]
02:20	Roots To Branches [R]
02:40	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
03:00	Friday Sermon [R]
04:15	Open Forum: The topic is 'marriages in Islam and the western society'.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 22.
06:05	Tilawat: Surah Al-Jumah, verses 1-12 with Urdu translation.
06:20	Dars-e-Hadith: The topic is 'prophecies about the Promised Messiah (as) in the Holy Quran and Hadith'.
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 30.
07:00	A Message From Huzoor: Recorded on March 22, 2014.
07:25	Love For The Promised Messiah
08:00	International Jama'at News
08:35	Adaab-e-Zindagi: Today's programme is about 'why do we celebrate Masih Ma'ood day'.
09:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 16, 1998.
10:10	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on November 28, 2014.
11:15	Life Of Promised Messiah
12:00	Tilawat: Surah Al-Jumah, verses 1-12.
12:10	Dars-e-Hadith [R]
12:20	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on June 5, 2009.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Live Masih-e-Ma'ood Day Special: A live Urdu programme.
16:50	Defender Of Faith
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	A Message From Huzoor [R]
19:00	Coming Of The Messiah
19:30	Live Promised Messiah Day Special: A live English programme.
21:15	Revival Of Faith
22:20	Friday Sermon [R]
23:20	Life Of Promised Messiah: This programme is about the first Ba'ait.

Tuesday March 24, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:35	Al-Tarteel [R]
01:05	A Message From Huzoor [R]
01:30	Kids Time: Programme no. 18.
02:05	Childhood Of Masih Ma'ood [as]
02:35	Friday Sermon: Recorded on June 5, 2009.
03:35	Coming Of The Messiah [R]
03:55	Life Of Promised Messiah
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 23.
06:00	Tilawat: Surah Al Baqarah, verses 22-28 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'suspicion'.
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 41.
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on September 12, 2012 in Canada.
08:05	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 15.
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session; Recorded on February 22, 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 20, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Al-Dukhaan, verses 1-60.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 162.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Messiah Ma'ood Day Special: Repeat of English programme recorded on March 23, 2015.
16:30	Press Point: Recorded on March 22, 2015.
17:40	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 20, 2015.
20:30	Masih-e-Ma'ood Day Special: Repeat of Urdu programme recorded on March 23, 2015.
22:00	Press Point [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday March 25, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
00:35	Yassarnal Quran [R]
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
02:25	Aao Urdu Seekhain [R]
02:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
03:00	Press Point [R]
04:00	Shan-e-Masih Ma'ood
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 24.
06:00	Tilawat: Surah Al Baqarah, verses 29-37 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'self-control'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 30.
06:55	MTA International Conference 2015: Recorded on March 22, 2015.
08:00	Waqt Tha Waqtey Masiha
08:50	Question And Answer Session: Recorded on December 3, 1995, part 2.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on March 20, 2015.
12:10	Tilawat: Surah Al-Jaathiyah, verses 1-20.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 5, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 64.
15:40	Kids Time: Programme no. 18.
16:15	Faith Matters: Programme no. 161.
17:20	Al-Tarteel [R]
17:50	World News
18:15	MTA International Conference 2015 [R]
19:20	French Service: Programme no. 21.
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:40	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Rec. March 21, 2015.

Thursday March 26, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat [R]
00:45	Al-Tarteel [R]
01:10	MTA International Conference 2015 [R]
02:15	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
02:55	Waqt Tha Waqtey Masiha [R]
03:50	Faith Matters [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 25.
06:00	Tilawat: Surah Al Baqarah, verses 38-50 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 41.
06:40	Jalsa Salana USA Address: Rec. June 30, 2012.
08:35	Beacon Of truth
09:40	Tarjamatul Quran Class: Surah Saad, verses 54 - 89 and Surah Al Zumar, verses 1 – 10. Class No. 237, recorded on March 25, 1998.
10:45	Indonesian Service
11:45	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah Al-Jaathiyah, verses 21-38.
12:10	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'fear of God'.
12:25	Yassarnal Quran [R]
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on March 20, 2015.
15:05	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 15.
15:25	Persian Service: Programme no. 26.
16:00	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana USA Address [R]
19:30	Live German Service
20:30	Faith Matters: Programme no. 161.
22:00	Tarjamatul Quran Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 13 March , 2015 | Issue No. 11

آج یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ماننے والوں کا کام ہے کہ جس توحید کو پھیلانے اور جس مذہب کے قائم کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ وہ مذہب جس نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کا اعلان کیا۔ وہ مذہب جس میں تا قیامت پیدا ہونے والے تمام امور و مسائل کا حل پیش کر دیا گیا ہے۔ وہ مذہب جو آج بھی زندہ خدا سے تعلق جڑواتا ہے۔ وہ مذہب جو زندہ خدا کے وجود کے نشانات دکھاتا ہے۔ وہ مذہب جس نے آخرین میں بھی اپنا رسول بھیج کر اسے پہلوں سے ملا دیا تا کہ مذہب کی حقیقت معلوم ہو۔ وہ مذہب جس نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہونے کا طریق بتا کر اور پھر اسے قائم کر کے مومنین کے خوف کو امن میں بدل دیا۔ وہ مذہب جس نے اپنے امن اور سلامتی کے پیغام کو روز روشن کی طرح آج بھی خلافت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے دنیا پر واضح کر کے اور چمکا کر دکھا دیا۔ اس پیغام کو دنیا تک پہنچائیں۔ ان تمام اعتراض کرنے والوں کے منہ بند کر دیں جو کہتے ہیں مذہب اس زمانے کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔

دنیا کو بتا دیں کہ اسلام ہی اب دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہی حقیقی امن کی ضمانت ہے اور اسلام کے زندہ خدا کو ماننے اور اس سے تعلق جوڑنے میں ہی تمہاری دنیا و آخرت کی زندگی ہے۔ آج دنیا میں احمدی مسلمانوں کے علاوہ کوئی اور نہیں جو یہ حقائق دنیا پر آشکار کر سکے۔ پس اٹھیں اور اس اہم فریضے کو ادا کرنے کے لئے اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے اپنی تمام تر استعدادیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنی دعاؤں کو بھی انتہا تک پہنچا دیں اور غم دنیا کو خود پر اس طرح حاوی کر لیں کہ عرش کا خدا ہمارے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہماری کوششوں کو بے انتہا برکت سے بھر دے۔ اور روئے زمین پر ایک ہی مذہب ہو اور ایک ہی رسول ہو اور ایک خدا ہو جو واحد و یگانہ ہے اور اس کی پرستش کی جاتی ہو۔ جس کی عبودیت کا حق ادا کیا جاتا ہو۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ یوکے کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 31/اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں اختتامی خطاب

قسط نمبر 2 آخری

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

''مذہب اس بات کا نام نہیں ہے کہ انسان دنیا کے تمام اکابر اور نبیوں اور رسولوں کو بدگوئی سے یاد کرے۔ ایسا کرنا تو مذہب کی اصل غرض سے مخالف ہے''۔ کسی بھی دوسرے مذہب کے خلاف بولنا اور ان کے بڑوں کے متعلق باتیں کرنا، فرمایا کہ یہ تو مذہب کی اصل غرض سے مخالف ہے ''بلکہ مذہب سے غرض یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو ہر ایک بدی سے پاک کر کے اِس لائق بناوے کہ اُس کی روح ہر وقت خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گری رہے اور یقین اور محبت اور معرفت اور صدق اور وفا سے بھر جائے اور اس میں ایک خالص تبدیلی پیدا ہو جائے تا اِسی دنیا میں بہشتی زندگی اس کو حاصل ہو۔''

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 234-233)

پس اسی لئے اسلام کا یہی حکم ہے کہ تمام انبیاء کی عزت کرو اور ان کے بڑوں کی عزت کرو۔ حتی کہ یہ بھی فرمایا کہ بُتوں کو بھی برا نہ کہو۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''دو خبیث مرضیں ہیں جن سے بچنے کیلئے سچے مذہب کی پیروی کی ضرورت ہے۔ یعنی اوّل یہ مرض کہ خدا کو واحد لاشریک اور متصف بہ تمام صفات کاملہ اور قدرت تامّہ قبول نہ کر کے اس کے حقوق واجبہ سے منہ پھیر لینا اور ایک نمک حرام انسان کی طرح اُس کے اُن فیوض سے انکار کرنا جو جان اور بدن کے ذرّہ ذرّہ کے شامل حال ہیں۔ دوسرے یہ کہ بنی نوع کے حقوق کی بجا آوری میں کوتاہی کرنا اور ہر ایک شخص جو اپنے مذہب اور قوم سے الگ ہو یا اس کا مخالف ہو اس کی ایذا کے لئے ایک زہریلے سانپ کی طرح بن جانا اور تمام انسانی حقوق کو یکدفعہ تلف کر دینا۔ ایسے انسان درحقیقت مُردہ ہیں اور زندہ خدا سے بے خبر۔ زندہ ایمان لانا ہرگز ممکن نہیں جب تک انسان زندہ خدا کی تجلّیات اور آیات عظیمہ سے فیضیاب نہ ہو۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 30)

اور آج زندہ خدا کی تجلّیات سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہی فیض پاتے ہیں یا وہ جو فیض پانا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ احمدیت کی طرف ان کی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ یہ کئی واقعات ہم دیکھتے ہیں۔ بہت سارے واقعات میرے سامنے آتے ہیں اور ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہوں۔

الجزائر کی ایک خاتون ہیں۔ کہتی ہیں میں نے کئی سال قبل خواب دیکھا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر زار و قطار رو رہی ہوں۔ اس خواب کے بعد میں لگاتار دعا کرتی رہی اور اسی تلاش میں رہی کہ اللہ تعالیٰ مجھے راستی کی طرف رہنمائی فرمائے۔ کہتی ہیں کہ مذہبی ٹی وی بھی دیکھتی رہتی کہ کسی طرح تسکین کا رستہ مل جائے لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا۔ میں اکثر راتوں کو بڑے کرب کے ساتھ دعا کرتی اور بعض راتوں کو کھلے آسمان اور ستاروں کو بھی دیکھتی رہتی۔ ایک رات میں نے ایک واضح آواز سنی کہ اپنے سر کو اٹھا اور تُو ہدایت کے راستہ کو دیکھ لے۔ کہتی ہیں کہ اگلے دن میں اسلامی چینلز کو دیکھتے ہوئے ایک ایسے چینل پر جا رُکی جو گفتگو اور انداز سے اتنا خوبصورت تھا کہ میرے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ میں نے باقاعدہ اسے دیکھنا شروع کیا۔ مجھے اپنے خواب کی تعبیر مل گئی کہ سر اٹھا اور ہدایت کا راستہ دیکھ لے۔ یہ ایم ٹی اے تھا جس کی وجہ سے مجھے امام مہدی اور خلافت کو پہچاننے کی توفیق ملی اور میں نے بیعت کر لی۔

پس یہ خدا ہے جو اپنے زندہ مذہب کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ صرف اسلام کے نام سے کہہ دینا کہ ہماری رہنمائی ہو گئی کافی نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس زمانے میں اس کو ماننا ضروری ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مذہب تو اس لئے ہوتا ہے کہ اخلاق وسیع ہوں جیسے خدا تعالیٰ کے اخلاق وسیع ہیں۔ کوئی ہزاروں گالیاں اُسے دے وہ اس پر پتھر نہیں برسا دیتا۔ پس اسی طرح حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہو سکتا۔ تنگ ظرف خواہ ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی وہ دوسرے بزرگوں کو بھی بدنام کرتا ہے۔ مَیں اس سے منع نہیں کرتا کہ اختلاف مذہب بیان نہ کرو۔ بیشک نیک نیتی سے اختلاف بیان کرو مگر اس میں تعصّب اور کینہ کا رنگ نہ ہو''۔ آپ نے فرمایا ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات دو چار سال سے نہیں بلکہ صدہا سال سے چلے آتے ہیں۔ اس لئے خدا کرے کہ بہت سے دلوں میں جوش ڈال دے کہ جو اِن تعلقات کو دُور نہ ہونے دیں۔'' یعنی غیر دوسرے مذہبوں سے مسلمانوں کے تعلقات ہمیشہ قائم رہیں۔ فرمایا کہ ''یہ بھی یاد رکھو کہ مذہب صرف قیل و قال کا نام نہیں بلکہ جب تک عملی حالت نہ ہو کچھ نہیں۔ خدا اس کو پسند نہیں کرتا۔ جس قدر بزرگ اسلام میں یا ہندوؤں میں اوتار وغیرہ گزرے ہیں ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے عمل سے اُن سچائیوں کو جن کا وہ وعظ کرتے تھے ثابت کر دکھایا ہے۔ قرآنِ شریف میں بھی یہی تعلیم ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ۔ (المائدۃ:106) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے آپ کو درست کرو۔ جس شخص کے اندر خود روشنی اور نور نہیں ہے وہ اگر زبان سے کام لے گا تو وہ مذہب کو بچوں کا کھیل بنا دے گا اور حقیقت میں ایسے ہی مصلحوں سے ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی زبان پر تو منطق اور فلسفہ جاری رہتا ہے مگر اندر خالی ہوتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 210۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج دنیا میں اخلاق اور صبر اور حوصلے کا مظاہرہ اور اس کی مثالیں بھی جماعت احمدیہ میں ہی ملتی ہیں۔ اس کا دوسرے بھی برملا اظہار کرتے ہیں اور اسی چیز کو ہمیں ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے اور یہی بات ہے جو دوسروں کو راستہ دکھانے کا بھی باعث بنتی ہے۔

اب مالی افریقہ کا ایک دور دراز ملک ہے۔ لوگ کہتے ہیں پڑھے لکھے لوگ نہیں اور پڑھا لکھا شخص یہ ہے بھی نہیں جس کی مَیں بات بتانے لگا ہوں۔ ایک عمر رسیدہ شخص ایک دن مشن ہاؤس میں تشریف لائے اور کہا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب ان سے بیعت کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے میں کل رات آپ لوگوں کے ریڈیو پر لائیو پروگرام سن رہا تھا۔ جس میں لائیو کالز کے دوران جماعت احمدیہ کے مبلغ کو مخالفین بہت برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اور وہ ان کو برا بھلا

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں